Digitized by M. H. Panhwar Institute of Sindh Studies, Jamshoro.

سچل رحؒ سچ ٿي ساري

ترجمو ۽ ترتيب

آغا سليم

محڪمۂ ثقافت حڪومتِ سنڌ

سچل رحؒ سچ ہے سارا

(سچل سرمست کے منتخب سندھی اور سرائیکی کلام کا منظوم اردو ترجمہ)

ترجمہ و ترتیب

آغا سلیم

محکمہ ءثقافت حکومتِ سندھ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب: سچل سچ ہے سارا
(سچل سرمست کے منتخب سندھی اور سرائیکی کلام کا منظوم اردو ترجمہ)
کلام: حضرت سچل سرمستؒ
ترجمہ و ترتیب: آغا سلیم
اشاعت : اگست 2010ء
کمپیوٹر لے آؤٹ: ورڈس کمپوزرس
طباعت : سندھیکا اکیڈمی، کراچی
ناشر: احمد بخش نار یجو،
سیکریٹری، محکمہ ءثقافت حکومت سندھ
قیمت: -/300 روپے

بک شاپ، محکمہ ءثقافت حکومت سندھ
بلمقابل ایم پی اے ہاسٹل، غلام حسین ہدایت اللہ روڈ،
صدر کراچی- 744000
فون: 021-99206063

پاران ایم ایچ پنهور انسٽيٽيوٽ آف سنڌ اسٽڊيز، ڄامشورو.
Digitized by M. H. Panhwar Institute of Sindh Studies, Jamshoro.

فہرست

عرض ناشر ..... احمد بخش ناریجو 5
پیش لفظ ..... آغا سلیم 7

1. حمد 19
2. نعت 19
3. اپنے متعلق 25
4. ریختہ 29
5. کافیاں 49
6. ابیات اور وائیاں
   1. وحدت 125
   2. حقیقت 139
7. سسئی 155
8. نوری 177
9. مارئی 185
10. مومل رانو 211
11. پُورب 229
12. جوگ 245
13. ہیر رانجھا 255
14. روجھوں کے متعلق 269
15. سارنگ 279
16. مالکوس 295

عرضِ ناشر

سندھ جس کی مٹی میں پیار و محبت، امن و آشتی رچی بسی ہوئی ہے اور جس کی آبیاری میں سندھ کے صوفیاء کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، آج کے اس پر آشوب دور میں اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے کہ ہم امن و محبت، ایثار و قربانی کی تعلیمات کو عام کریں جن کا بڑا ذریعہ اولیاء کرام کا وہ پیغام ہے جو ہمیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے اور ہمارے اندر نفرت، بغض و عناد اور اونچ نیچ جیسے تصورات کو ختم کرتا ہے۔

سندھ کی یہی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ یہاں صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ نے اپنے ڈیرے جمائے اور آج تک ان کے مراکز سے فیض کا سلسلہ جاری ہے۔ محکمہ ثقافت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سندھ کے ان عظیم صوفیاء کرام کا پیغام عام کرنے کے لیے ان کے افکار کو، جو زیادہ تر نظم میں ملتے ہیں، یکجا کرنے اور انہیں کتاب کی صورت میں منظر عام پر لانے کا فریضہ سرانجام دیتا رہا ہے۔

یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جو سندھ کے ایک عظیم صوفی بزرگ حضرت سچل سرمست کے سندھی اور سرائیکی کلام کا منظوم ترجمہ ہے۔ گو کہ حضرت سچل سرمست ہفتہ زبان شاعر ہیں، مگر پھر بھی ان کے سندھی اور سرائیکی کلام کا منظوم ترجمہ منظر عام پر لانے کا مقصد اُن کے پیغام کو وسیع کرنا اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا ہے۔

یہ میرے لیے بھی ذاتی طور پر بڑی خوشی و مسرت کی بات ہے کہ اب یہ نیک کام میرے ہاتھوں تکمیل پا رہا ہے، مگر سچ بات یہ ہے کہ اس کا سہرہ بھی ہماری وزیر محترمہ سسئی پلیجو صاحبہ کو جاتا ہے جو بڑی محنت اور لگن سے محکمہ ء ثقافت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور جن کی ہدایات کی روشنی میں، میں اور میرے ساتھی ڈائریکٹر جنرل کلچر ڈاکٹر سکندر علی پنہور صاحب اور پوری ٹیم بڑی لگن اور جذبے کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ خاص طور پر محکمہ ء ثقافت حکومت سندھ کے ڈائریکٹر، ڈاکٹر محمد علی مانجھی کی محنت قابلِ تعریف ہے جس کے کوششوں سے یہ کام پایہ ء تکمیل کو پہنچا۔

اس کتاب کا بنیادی مقصد عوام الناس جو خاص طور پر اردو بولنے اور جو اردو سمجھنے والے ہیں انہیں سندھ کے اس عظیم صوفی بزرگ کے افکار و خیالات سے روشناس کرانا اور باہمی ہم آہنگی اور یگانگت پیدا کرنا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری یہ کاوش ضرور بارآور ثابت ہوگی اور تمام پڑھنے والے اِن عظیم صوفیاء کرام کے خیالات و افکار سے روشناس ہوں گے اور ان کے پیغام کو گرہ باندھیں گے جو پیار و محبت، ایثار و قربانی اور باہمی ہم آہنگی کا ذخیرہ ہے۔

احمد بخش ناریجو
سیکریٹری
محکمہ ء ثقافت حکومت سندھ

کراچی
15.8.2010

گھونگھٹ کھولنا، ہنس ہنس بولنا

میانہ قد، صاف رنگت، خوبصورت گلابی آنکھیں، لمبے بال، سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی جس کو درویشوں کے محاورے میں "تاج" کہا جاتا ہے، پیروں میں سندھی جوتی، اور ہاتھوں میں عصا۔ سارا دن عبادت اور وظائف میں مصروف رہتے۔ ڈھولک پر تھاپ پڑتی اور سارنگی کے سُر سسکتے تو بیتاب ہو جاتے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ کبھی کبھی تو عجیب طرح کی بیتابی سے اٹھ کھڑے ہوتے، جھومتے، صوفیوں والا رقصِ خرام کرتے اور گاتے۔

جو دل پی لے عشق کا جام، وہ دل مست و مست مدام

عشق کی سرشاری اور سرمستی میں گویا ساری کائنات ملیامیٹ ہو جاتی اور صرف سچ باقی رہتا جو سراپا سرمستی ہوتا۔ یہ سچ سچل کی ذات ہوتی جو ازلی اور ابدی سچ میں مدغم ہو جاتی اور سچل کی آواز گونجتی۔

میں تو ہوں اسرار، سکھی ری، تو کیا جانے بھید!

☆☆☆

نامیں نوری، نامیں ناری، میں ہوں ربّ جبار!

عشق کی سرشاری اور سرمستی میں صوفی کے منہ سے کچھ ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جنہیں اہلِ شریعت نامشرح قرار دیتے ہیں۔ صوفیاء کی زبان سے نکلے ہوئے ایسے کلمات کو شطحیات کہا جاتا ہے، جس کے معنی چھلک جانے کے ہیں۔ ایسی حالت کو کہ جس میں صوفیاء کے منہ سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں سکرِ وحدت یا عروج کی حالت کہتے ہیں۔ ایک بار حضرت علیؓ خطبہ دے رہے تھے، آپ نے عروج کی حالت میں فرمایا:-

"میں ہی اسم اللہ سے دیا گیا لفظ ہوں!

میں ہی اللہ کا جنب ہوں جس میں تم لوگوں نے افراط و تفریط کی ہے۔

میں ہی قلم ہوں، میں ہی لوح ہوں۔

میں ہی عرش ہوں، میں ہی کرسی ہوں۔

میں ہی سات آسمان ہوں اور میں ہی سات زمینیں ہوں۔"

پھر جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ اپنی عبودیت کا اظہار فرمانے لگے۔

حضرت اویس قرنی نے فرمایا:-

"جب عبودیت کی عیش ختم ہوتی ہے تو پھر وہ اللہ کی عیش بن جاتی ہے۔"

امام زین العابدین نے فرمایا:-

"اے میرے رب! اگر میں جوہرِ علم ظاہر کروں تو مجھے کہا جائیگا کہ تو ان میں سے ہے جو بتوں کو پوجتے ہیں۔"

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا:-

"سبحانی ما اعظم شانی میں سبحان ہوں اور میری شان اعلیٰ ہے۔"

میرے جبے میں خدا ہے، میں ساقی ہوں، میں ہی پیالہ ہوں، میں ہی شراب ہوں۔

منصور نے ان الحق کہا۔ اس کا ایک شعر ہے کہ،

"پاک ہے وہ کہ جس نے نفس کو لطیف کیا اور حق کہلایا اور نفس کو کثیف کیا اور خلق کہلایا۔"[1]

فارسی شاعری تو صوفیوں کی شطیحات سے بھری ہوئی ہے۔ احمد نامقی زندفیل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

"ماذات ذوالجلال خداوندا کبریم، قدوسِ پاک از ہمہ الوارث برتریم،
نی آب و باد و آتش و فی خاک نی ہوا، فی جسم و فی مرکب و فی عرض و جوہریم،
ماحق مطلقیم ببیں اندریں صفات، ماذاتِ ایزدیم و لے زیرِ چادریم۔"

حضرت سید عثمان لعل شہباز قلندر کا شعر ہے کہ:-

"من آں درمّ کہ در بحر اللہ بود ستم، بکوہِ طور با موسیٰ کلیم اللہ بود ستم۔"

فرید الدین عطار کا شعر ہے کہ:

"من خدایم، من خدایم، من خدا، فار غم از کینہ و کبر و ہوا۔"

اور حضرت بو علی قلندر نے فرمایا:-

"نمازے می گذارم در خرابات، رکوعے، فی سجودے، فی قیامے،

---

[1] "سچل جو سرائکی کلام" مولوی حکیم محمد صدیق رانپوری

براقی کردم از وحدت چو برقی، خدائی را بروں کردم بگامی،
شرف زنار و تسبیحت یکے شد، تو خواہی واجہ شو، خواہی غلامی۔" [1]

صوفیوں کی ان شطیحات کے متعلق مولانا رومی نے فرمایا ہے:-
"گفتگوئی عاشقاں در بابِ ربّ، جوششِ عشق است نی ترکِ ادب۔"

شروع میں تصوف کو ایسا علم سمجھا جاتا تھا جس سے نفس پاک ہوتا تھا۔ شیخ الاسلام ذکریا انصاری کا قول ہے کہ:-
"تصوف وہ علم ہے جس سے نفس پاک اور اخلاق صاف ہوتے ہیں۔"

شیخ ابوالحسن نے فرمایا تھا کہ:-

"تصوف رسوم اور علوم کا نام نہیں وہ تو اخلاق کا نام ہے۔"

اور ابو علی روزباری کا قول ہے کہ:-
"صوفی وہ ہے جو صفائے قلب سے صوف کی قبا پہنتا ہے اور نفسانی خواہشوں کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے۔"

اسکے بعد تصوف میں عشقِ حقیقی کا آغاز ہوا اور یہ روایت ذوالنوں مصری اور رابعہ بصری نے ڈالی۔ رابعہ بصری ہر وقت خدا کی محبت میں ڈوبی رہتی تھی۔ ایکبار کسی نے آپ سے پوچھا، "آپ کو شیطان سے نفرت ہے کہ نہیں!؟"
آپ نے جواب دیا کہ، "مجھے خدا کی محبت سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ کسی

---

[1] "سچل جو سرائکی کلام" مولوی حکیم محمد صدیق رانپوری

سے نفرت کر سکوں۔"

ذوالنوں مصری کو پہلا قطب کہتے ہیں۔ انکا ارشاد ہے،

"صرف وجد اور حال سے ہی خدا کی معرفت نصیب ہو سکتی ہے۔" [1]

حضرت بایزید بسطامی نے تصوف میں مستی کی روایت ڈالی، ان کے مستی میں کہے ہوئے الفاظ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ان کے بعد منصور پیدا ہوا جس نے "ان الحق" کا نعرہ لگایا اور سولی پر چڑھ گیا۔

تصوف میں مستی کے اس رویے کو ہم جلالی رویہ کہہ سکتے ہیں اور اسلام میں حضرت بایزید بسطامی سے پہلے کے صوفیا جمالی اور حضرت بایزید اور منصور کے روایت کے صوفیاء جلالی تھے۔ سندھ میں جمالی اور جلالی رویوں کے دو بڑے صوفی شاعر گذرے ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی جمالی اور سچل سرمست عشق کی سرمستی میں سرمست رہنے والے جلالی صوفی ہیں۔ ایسے صوفی کا وصف بیان کرتے ہوئے سچل سرمست فرماتے ہیں:-

جو دل پی لے عشق کا جام، وہ دل مست و مست مدام
دین مذاہب رہ گئے کس جا، کفر کہاں اسلام

صوفیاء کرام میں سے منصور سچل سرمست کا ہیرو ہے کہ منصور نے اشاروں کنایوں میں بات کرنے کے بجائے کھل کر اور بلا خوف و خطر "ان الحق" کا نعرہ لگایا اور اپنے اس نعرے کی خاطر جھومتا ہوا سولی پر چڑھا۔ سچل کے سارے کلام

[1] "پنجابی شاعری تے وحدۃ الوجود" علی عباس جلالپوری

میں منصور کا پرتو نظر آتا ہے۔ جب وہ منصور کا ذکر کرتے ہیں تو سولی کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

پھر کوئی منصور کا نعرہ ہو اور ہُو کا ناز نقارہ ہو،
پھر اپنا نور نظارہ ہو، یہ سولی کا سامان ہوا۔

☆☆

عشق سواسب جھوٹ فتور، سولی پہ منصور۔

سچل کے حمد اور نعمت کہنے کے انداز میں بھی سرمستی کا پہلو نمایاں ہے۔

خاص خداوند ہے، پاک خداوند ہے۔
گاہ شرف بو علی، گاہ ابھی چند ہے۔
گاہ وہ آسودگی، گاہ پراگندگی۔
گاہ وہ گریاں تپاں گاہ وہ لب خند ہے۔

اور انکی نعت ملاحظہ ہو

شمع شباہت رخ کی دیکھی، جگ مگ نور تھا شبی،
کیسے خلق کہیں ہم اسکو، رنگ ہے سارا ربی،
رومی کب ایرانی غمزے، نقش عجیب عربی،
دو عالم میں سچل کا ہے، مشکل حل مربی۔

اور وہ اپنا ہمہ اوست کا نظریہ یوں بیاں کرتے ہیں:

الحق الحق، ہُو الحق، مالک ملک سبحان ہوا
اب ظاہر کیسا یار ہوا، اور دم دم میں دیدار ہوا،

پھر آپ ہی آپ اسرار ہوا، پھر بھید کا بھید انسان ہوا۔
اس جا سے اس جا آیا ہے، کیا لالی رنگ بنایا ہے،
وہی سب میں شاہ سمایا ہے، ہر شاہ گدا حیران ہوا۔
سچو کا نام جو ذات ہوا، اور جسم تمام صفات ہوا،
کب پردہ دن اور رات ہوا، یہی "میں-تو" کا طوفان ہوا۔

تصوف ایک ایسا مسلک ہے کہ جو انسان کو اپنے آپ سے ماورا کر دیتا ہے اور انسان اس مقام پر جینے لگتا ہے کہ جہاں ذات، نسل، علاقائیت، سماجی اونچ نیچ یہاں تک کہ میں اور تو کے فاصلے بھی مٹ جاتے ہیں، ابن العربی نے اس مقام پر پہنچ کر کہا تھا۔

آج سے پہلے میرا حال یہ تھا کہ جو بھی آدمی میرے دین کو نہیں مانتا تھا
میں اسکا انکار کرتا تھا، اسے غیر سمجھتا تھا،
لیکن میرا دل اب ہر صورت کو قبول کر لیتا ہے۔
میرا دل ہرنوں کی چراگاہ ہے۔
عیسائی تارکوں کا عبادت خانہ ہے۔
آتش پرستوں کا آتش کدہ ہے،
حاجیوں کا کعبہ، توریت کے الواح، قرآن کا صحیفہ ہے۔
عشق کا قافلہ مجھے جہاں چاہے لیجائے۔
میرا دین بھی عشق اور ایمان بھی عشق ہے۔

سندھ کے صوفی شعرا نے بھی اس طرح خود سے ماورا ہو کر ایسی شاعری کی

ہے جس میں انسانی محبت جھلکتی ہے۔ انسان اور جانداروں سے محبت ہی ان کی روحانیت ہے۔ ان کی روحانیت کا حوالہ آسمان اور عرش بریں نہیں بلکہ یہ دھرتی ہے اور اللہ کا حوالہ دھرتی کے دھکارے ہوئے وہ مفلس اور نادار انسان ہیں کہ جن کی زندگی انسانی رتبے کے وقار کی توہین اور تذلیل ہے۔ وہ مچھیرے ہیں جو نوری جام تماچی لوک داستان کے منظر نامے میں بدبو کی بستی میں بستے ہیں جو بدصورت، بدہئیت اور بدبودار ہیں۔ تھر کے وہ صحرائی ہیں جن کی زندگی پیاس سے چیخی ہوئی ہے اور جو بارش کی آس میں اپنی پیاس اور ملتجی نگاہیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں جہاں سورج ان پر آگ برساتا ہے، لیکن ایسے منظر نامے میں ہم سندھ کے حکمران جام تماچی کو مچھیروں کی اس بدبودار بستی میں داخل ہو کر ان پر رحمتیں برساتا دیکھتے ہیں، یہ وہ جام تماچی ہے جس کے متعلق شاہ عبداللطیف بھٹائی کہتے ہیں کہ

جنم لیا نہ جام نے، نہ ہی جنم دیا
اونچی نیچی ذات نہ دیکھی، سب کو اپنایا
لم یلد ولم یولد، اسکا وصف ہے ایسا
کبر کبریا، تخت تماچی جام کا۔

تھر کی جہنم کی طرح جلتی ہوئی ریت پر بادل گھر آتے ہیں اور ایسی بارش ہوتی ہے کہ ریت کی طرح جلتی ہوئی صحرائیوں کی زندگی جل تھل ہو جاتی ہے اور سچل سرمست بارش میں تھر اور تھر کے باسیوں کے لیے کہتے ہیں:

گھر کر کالے بادل آئے، پورب سے اے یار!
گھن گھن گرج رہا ہے بادل، بجلی کی چمکار،

جھوم اٹھے سنگھار، مولا کی اب مہر ہوئی ہے۔

☆☆

قحط کی حالت ختم ہوئی ہے، بادل کی یلغار
برکھارت میں جل تھل سارا، صحرا ہے گلزار
کرم تیرا ستّار، کہ مسکاتا ہے صحرا۔

انسان تو انسان سچل سرمست کا دل تو روجھوں (ایک قسم کی ہرن) کی پیاس کی حالت دیکھ کے روتا ہے اور برکھارت میں بارش سے ان کی پیاس بجھتی ہے تو ان کا دل کِھل اٹھتا ہے۔

بھٹک رہی ہیں ویرانوں میں، من میں ہے اک آس
حسرت سے تکتی ہیں دیکھو! وہ سوئے آکاش
آنکھوں میں ہیں ساون بدرا، کیسی ہیں وہ نراس،
من میں لیکر آس، جائیں وہاں جہاں بوندیں برسیں۔

☆☆

لوٹ کے آئیں صحرا میں جب، وہاں یہ دیکھا سبزہ،
کیسی مہر کی برکھا برسی، کرم ہوا ہے ربّ کا،
دیکھ تو کیسی خوش ہیں روجھیں، ہر سو سبزہ چھایا،
تیرے کرم سے مولا، صحرا سبزہ زار ہوا ہے۔

برصغیر کی شاعری میں کوّا محبت کا پیغام لانے اور لیجانے والا پرندہ ہے۔ وہ

گھر کی چھت یا دیوار یا پھر آنگن کے پیڑ کی ٹہنی پر بول کر کسی بچھڑے ہوئے پیارے کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ سندھی لوک اور کلاسیکی شاعری میں بھی کوا محبت کا پیغام لانے لے جانے اور بچھڑے ہوؤں کی آمد کی خوشخبری دیتا ہے۔ سچل کی شاعری میں بھی وہ آنگن کے پیڑ کی ڈال پر بیٹھا ہے اور نامہ ءیار لایا ہے:

جس نے بھی اس نامہءیار کا بس اک ورق پڑھا،
درد کے دریا میں پھر یارو! وہ تو غرق ہوا۔

☆☆

پہلی سطر کے پڑہنے سے ہی، حاصل ہے عرفان،
آگ کی لپٹیں نکلیں خط سے، خاک تھے وہم گمان۔

☆☆

مُلا نے جب نامہ یار کی، پڑھ لی ایک سطر،
آنکھوں سے تھے اشک رواں، آہیں تھیں لب پر۔

☆☆

مُلا نامہ پڑہنے آیا، سجدے سے اٹھ کر،
اس نے ہر سطر سے پایا، دردِ دل کا گوہر۔

سچل سرمست امید میں زندہ رہنے والے شاعر ہیں۔ سندھ کا صوفی شاعر ہجر کی تاریک رات میں رہتے ہوے وصل کی صبح کی امید میں جیتا ہے اور سندھی

صوفی شاعروں کو پڑھ کر میں کہا کرتا ہون کہ صوفی اور انقلابی کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ کل کا فرزند ہوتا ہے اور کل ہی میں جیتا ہے۔ انقلابی اس کل میں جیتا ہے کہ جب دھرتی سے سارے دکھ دھل جائینگے اور دکھی انسانوں کے لبوں پر مسکراہٹوں کی پوپھٹے گی اور صوفی کہتا ہے کہ یہ ہجر تو پل بھر کا ہے پھر تو وصل ہی وصل ہے۔ اگر مجھ سے کچھ خطائیں ہوئیں ہیں تو محبوب انہیں اپنے دامن سے ڈھانپ دیگا اور وہ دلہن جس میں ہزاروں عیب ہیں اور جو اس تذبذب میں سیج پر گھونگھٹ کاڑہ کے بیٹھی ہے کہ جانے اس کا محبوب اسے قبول کریگا یا نہیں، سچل اسے امید دلاتے ہیں اور پھر وہ کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب دلہن کی تذبذب اور بے یقینی والی کیفیت ختم ہوئی اور وہ گھونگھٹ کھول کر نہیں نہیں بولنے لگی۔ یہ ایک دعائیہ کافی ہے۔

لاج اس دکھیا کی، توہی ساجن رکھنا،
میلی ہوں میں عیبوں ماری، باندی ہوں بیشک تہاری،
ڈھانپ میرے ساجنا، عیب نہ کھولنا۔
لاج اس دکھیا کی، توہی ساجن رکھنا۔

اور پھر اس التجا میں امید کا پھول کھل اٹھتا۔

ختم ہوئے دکھ یار سچل کے، گھونگھٹ کھولنا، ہنس ہنس بولنا۔

آغا سلیم

حمد

نعت

خاص خداوند ہے، پاک خدا وند ہے،
گاہ شرف بو علی، گاہ ابھیچند ہے۔

گاہ وہ آسودگی، گاہ پراگندگی،
گاہ وہ گریاں تپاں، گاہ وہ لب خند ہے۔

گاہ وہ شہباز شاہ، گاہ وہ مروند ہے،
گاہ عرب، روم شام، گاہ وہ خود سندھ ہے۔

راہِ حقیقت میں یار، بھید چھپا ہے عجب،
گاہ وہ بے قید ہے، گاہ وہ در بند ہے۔

ہر جگہ موجود ہے، سچل تو ساکن نہیں،
پیر میرا عبدالحق، جان سے پیوند ہے۔

خاص خدا وند هي، پاڪ خداوند هي،
گاهه شرف بو علي گاهي ابيچند هي.

گاهي سو آسودگي گاهي پراگندگي،
گريان سوزان هي گاه خند و خند هي.

گاهي سوشهباز شاه گاهي سو مروند هي،
عرب عجم روم شام ساڳي سوئي سنڌ هي.

راه حقيقت اِيها فِڪل نه ڪوئي فند هي،
گاهي بي قيد هي گاهي دربند هي.

"سچل" ساڪن نهين، هر جا واباشند هي،
پير "عبدالحق" ميڏا، جان دل پيوند هي.

شمع چاہت رُخ کی دیکھی، جگ مگ نور تھا شبّی،
کیسے خلق کہیں ہم اسکو، رنگ ہے سارا ربیّ۔
رومی کب ایرانی غمزے، رنگ عجیب عربی،
دو عالم میں سچل کا ہے، مشکل حل مربی۔

شمع شَباهَت رُخ دي ڏِنم، شور گهتيندي شَبّي،
نا مَخلوق سَڏيجي اُس نُون، رَنگ سَمُورا رَبِّي،
رُومي، نا اِيراني چالي، رکدا عَزم هي عَربي،
"سچَل" داوچ ڏونهان جهَانان، مُشڪل حَل مُرَبّي.

Digitized by M. H. Panhwar Institute of Sindh Studies, Jamshoro.

اپنے متعلق

دادا میرا محمد حافظ، جسکا 'درازہ' دیرہ،
اس کی ہاتھوں ہوا ہے میرا، سارا مقصد پورا۔

ہادی مہدی مرشد میرا، قادریہ ہے کامل،
عارف عبدالحق ہمیشہ، ساتھ مرید کے شامل۔

مہدی شاہ مربی میرا، رہبر راہ بتائے،
حق محقق مستی مے کی، مہدی شاہ دلائے۔

شاہ عبداللہ ہمارے، خواجہ پیرِ پیراں،
آلِ نبی اولادِ علی ہے، حضرت میراں میراں۔

دادا اس کا غوث الاعظم، مرشد سب ولیوں کا،
اس کا رتبہ سب سے اعلیٰ، تاج ہے سرتاجوں کا۔

اور کہاں ہے کوئی اس سا، آپ ہوا ہے ظاہر،
اللہ نور زمیں فلک کا، وہ ہی منظر ناظر،
کرِیّا کا قول ہے سچا، سچو ہردم حاضر۔

ڈاڈا چاڑ محمد حافظ، وچ درازیں دیرا،
دست تھیں دي اَصلون آھا سارا مقصد میرا.

ھادي مَھدي مُرشد میڈا، قادریہ ھي کامل،
عارف عبدالحق بھردم نال مُریدان شامل.

مھدي شاہ مُربي میڈا، رھبر راہ ڈسیندا.
حق مُحقق، مستي مي دي، بیشک او بخشیندا.

شاھہ عبدالله اساڈا، خواجہ پیران پیران،
آل نبي اولاد علي، ھي حضرت میران میران.

ڈاڈا اُس دا غوث الاعظم، مُرشد کُل اولیاوان،
قدم مبارک ھویا تحقق، گردن سپ سرتاجان.

کوئي اور نہ سُجھدا مینون، آپي اھا ظاھر،
"الله نُورُ السماوات وَ الارض، اوئي منظر ناظر،
"ولقد کَرّمابني آدم وحَملناھم في البروالبحر" "سچو" ھردم حاضر

ریختہ

کروں اسرار میں ظاہر، ہے حیرت اور حیرانی۔
نہیں ہے قید جسمانی کہاں پھر شکل انسانی۔

یوں ڈوبے بحر حیرت میں کہ ہم تو جان سے گذرے،
خود ہی ہم لہر بن آئے، ہوئے ہم موجِ نورانی۔

یہ تھی منصور کی ہستی، نڈر ہوکر جو دی ہستی،
برہ کی بوند یوں برسی، کہ سب کچھ ہوگیا فانی۔

ان الحق کا تھا یوں نعرہ، کہ سارا جسم تھا پارہ،
پڑھا تھا بھید یوں سارا، کہ دیدی جاں کی قربانی۔

نظر کب غیر ہے آتا، کوئی دل کو ہے کب بھاتا،
خود سے ہی ہے فرماتا، "ہوا وہ روح روحانی۔"

یہ "انا☆" کی اشارت ہے، ہمہ عبرت ہے حیرت ہے،
یہ کثرت ہی تو وحدت ہے، سچل ہے سرِّ سبحانی۔

☆انّاالیہ

ڪران اسرار مين ظاهر، هي و حيرت دي حيراني:
نہ ڪائي جوڙ جسماني، رهي ڪِٿ شڪل انساني؟

عجائب بحر وچ پيوسي، جسم تي جان ٿون ڳيوسي،
لهر خود آپ هُڻ ٿيوسي، ٿئي سڀ موج نوراني.

سڻو منصور دي سرسي، نہ سولي ٿون ڪڏان ڏرسي،
ٻِره دي بوند سِر برسي، جسم ڳُنون ٿيا فنا فاني.

"اَنالحق" دا ماريس نعرا، ٿِيا هَس جسم سو پارا،
پڙهيس سار حق سارا، ڪيتُس جِند جان قرباني.

نظر ڪوئي غير نا آندا، دگر دم ڪُون نهين پاندا،
هي اپڻي نال لنؤن لاندا، ٿيا خود روح روحاني.

سمجهہ "اَنّااِليہ" اِسارت، هوئي عبرت، همہ حيرت،
جيهي وحدت تيهي ڪثرت، "سچل" هي سِر سُبحاني!

عزیز اس سر کو گر رکھنا، برہ بازار آنا کیا،
نہ کچھ لینا نہ کچھ دینا تو اس سودے میں جانا کیا۔

کھڑا دوراہے پہ دلبر، تماشہ دیکھنے خاطر،
نکل تو خود کو کر قرباں، یہاں اب منہ چھپانا کیا۔

تجھے حاصل نہ پھر ہوگا، کبھی ایسا کوئی سودا،
جو سر دیکر ملے ساجن، تو پھر یوں ہچکچانہ کیا؟

جو عاشق ہے تو وہ سودا، سدا ہے یار سے لیتا،
دکاں اوروں کا اس بازار میں آکر سجانا کیا۔

جو دیکھیں گرم بازاری، لگے ہے جان تب پیاری،
سچل جو عشق سے عاری، یہاں پہ ان کا آنا کیا۔

منا جب سِر اول کرڻا، عشق بازار آوڻ کيا!
نہ کجھ ڏيوين، نہ کجھ ليوين، اِسي سودي ۾ جاوڻ کيا!

کڙا چؤسُول وچ دلبر، تماشا ديکني کيتي،
نِڪل، ڪر جان سِر صدقہ اِتان اب مُک چُپاوَڻ کيا!

تَيڪُون حاصل نہ ڪَب هووي، ايسا ري اور ڪوئي سودا!
ڏيوين سِر، دوست تَ ليوين، خريدي اِس ۾ تاوَڻ کيا!

بَهُت عاشق يهي سودا، ڪرڻ آئي جو خواهش سين،
او سودا اس ڳُنُون ليوِن، آؤران سودا ڳماوَڻ کيا.

گرم بازار ديکن سي، ملاحظہ سِر کا ڪرتي هين،
اِسي سوداگري ۾ ري، "سَچُو" تَب پائون پاوَڻ کيا.

فراقِ یار میں یارو، ہوا جینا میرا مشکل،
جوں بچھڑے باغ سے بلبل، ہوں ایسے ہجر میں گھائل۔

جدائی میں ہے کیا جینا، جلے ہے درد سے سینہ،
پیالہ زہر کا پینا، تو پھر محبوب ہو مائل۔

سمندر کی غضب لہریں، بھنور میں ہم کو آ گھیریں،
وہیں پہ آن کے ٹھہریں، کہ ہوویں بیچ میں حائل۔

جدائی جوش تڑپائے، کوئی اس یار کو لائے،
کہاں ہے یار بتلائے، تو دکھ ہو زور ترزائل۔

میرے آنگن میں تو آوے، دلاسہ مجھ کو فرماوے،
نہ مجھ سے دور تو جاوے، سچل اس بات کا سائل۔

يارو اُهين يار دي ٻاجهُون، جدا جالڻ مَينون مشڪل،
ٻيرا ڳڙ مين ڦران اِيوين، جيوين باغان بنان بُلبل.

جدائي وچ ڪيها جيوڻ، فِراقي يار لئي ٽيوڻ،
زهر ديان سُرڪيان پيوڻ، هووَڻ محبوب دا مائل.

ڏاڍيان اِهين بحر ديان لهريان، اَساڏي سر آتث لهريان،
چوليان گرداب ديان گهريان، هيني موجان اهي حائل.

جدائي جوش جاڳائي، ڪٽان يار ينهڑي لائي!
هُئين رهبر اوڏانهن آئي، ٽئي ڏک زور تر زائل.

اصلُ ڪنُون اشتياقي، مين، ڪڏان ٽياسن ملاقي مين!
ڦران هران هٽ هٽ فراقي مين، هجر ٽيڏي ڪيتم ڪاهل.

اَڳڙ ساڏي سڃڻ آوين، دلاسث ڪيُون نہ فرماوين!
هووين هردم نہ وَل جاوين، "سَچُو" اِهين ڳالهہ دا سائل.

سکھی، باتیں مجھے پھر یاد، اس ہادی کی آئی ہیں،
وہ باتیں ہم نے ہادی کی تو آنکھوں میں سجائی ہیں۔

کیا تھا قول سائیں نے، رہینگے ساتھ ہم دونوں،
اسی وعدہ پہ ہم نے عمر کی گھڑیاں بِتائی ہیں۔

وظیفے ورد اور روزے نمازیں ظاہری شے ہیں،
ہمیں یہ راز کی باتیں تو ساجن نے بتائی ہیں۔

شکر الحمد پڑھتی ہوں، ادا میں شکر کرتی ہوں،
میرے گھر آگیا ساجن، مرادیں ہم نے پائی ہیں۔

ازل سے سائیں کے در کا، ہے سگ سچو سنو یارو!
نہیں چھوڑینگے وہ مجھ کو، خطائیں سب چھپائی ہیں۔

سچا سي سخن هاديءَ جا، يارو، اڄ ياد آياسي،
تَنهن ڏينهن لاکُون اڄ تائين، اُهي بَر چشم چاياسي.

ڪيوَ تان قولُ سائِين هي، مِڙن آڏو پڪو مون سان،
هونداسين دمبدَم توسان، اِنهيءَ وعدي ونايا سي.

روزا ڪيئي، نفل نمازان، توڙي سو ورد وظيفا،
سپيئي لَڳَ ظاهر آهن، سبق ساڃن پڙهاياسي.

شُڪر الحمد لله ٿو پڙهان لک بار شڪرانا،
اُهي پيهي پکي آيا، جنين لئہ پنڌَ پُڄاياسي.

"سچو" سگ آهي دروازي ازل جي روز سائن جو،
پنهنجو سي ڪيئَن ڇڏيندا هي، توڙي عيبن اُناياسي.

یہ اس میداں میں کیا راز سولی نے بتایا ہے،
محبت میں یہاں منصور نے نعرہ لگایا ہے۔

ڈھنڈھورا شاہ نے اب ہر گلی کوچے پھرایا ہے،
اسی اک رنگ میں اپنے، وہ کیا کیا رنگ لایا ہے۔

یہی جانو کہ ہر شے میں، وہی ساجن سمایا ہے،
جو رکھ کر نام شمس الحق، وجود اپنا جلایا ہے۔

اسی بس واسطے مٹی کے گھر، مالک وہ آیا ہے،
اسی میں رہ کے اس پتلے نے، سچو نام پایا ہے۔

اِهين ميدان وچ ڪيوين، جو سولي سر سلايا هي،
محض منصور محبت ۾، "انالحق" وو آلايا هي.

اول آخر اِهو هوڪا، ڳَلي وچ شهَ گهُمايا هي،
اِسي هِڪ رنگ اپٽي ۾، ويڪو هر رنگ لايا هي.

سَهي ڪر هر ڪنهين شي وچ، سارا صاحب سمايا هي،
جو ڏرڪي نام شمس الحق، جُڳا سارا جلايا هي.

اُسِي ڪي واسطي مالڪ اِسي گهر ۾ جو آيا هي،
اُسي ني پُتلي پر آپي، جو "سَچوُ" نانءُ ڏرايا هي.

ہوئے مجنوں یہاں کیا کیا، ہوا جب عشق طاری رے،
ہے سولی پر ازل سے، عشق والوں کی سواری رے۔

وہ کیسے رُخ کو پھیریگی جو ہو برہا کی ماری رے۔
صدائے یار ہے آتی کہ ہے سچل کی باری رے۔

جگایا جوش نے جسکو، کریں وہ کیا تیاری رے،
یہ سارے عیش دنیا کے، ہیں ان پہ یار بھاری رے۔

پڑے ہیں بحر حیرت میں، خرد سے ہیں وہ عاری رے۔
برہ کے بار نے ان سے، بھلائی بات ساری رے۔

سجن تو آئے گا اک دن، میں دیکھوں رہ تمہاری رے،
سمجھ سچیڈنہ کچھ یاں، وہاں ہے شرمساری رے۔

محبت مست مجنون ڪيا، ڪئين خاصا خماري، لو...
اصل ڪون عاشقن آهي مٽي سُوريءَ سواري، لو..

هِتئون مُنهن سا نہ موڙيندي، هوندي جا وره واري، لو...
سڏو جا مير محبت جي، ڪُنن کي ڪوڻ ڪاري، لو...

جنين کي جوش جاڳايو، تنين ڪهڙي تياري، لو...
ڇڏي هي عيش عالم جا، هليا سي هيڪ واري، لو..

پياسي هوءِ حيرت ۾، ڇڏيئون سُڌ سارَساري، لو...
بِرهَ جي بابَ ڏس تن کي، سيا وائِي وساري، لو...

سدا تن آهي ساجن جي، اچڻ جي انتظاري، لو...
"سچيڏنا" سمجهه ڪي هتهين، متان ٽِئين هُت مياري، لو..

تو حسن کا ہے صاحب، میں ہوں غلام تیرا،
ہے ذوق شوق ساجن، مجھ کو مدام تیرا۔

جو ازل سے ہیں تیرے، ان کو نہ تو بھلانا،
مجھ پر ہے روز لازم، سائیں، سلام تیرا۔

دن رات میں تھا روتا، دل تھا اداس میرا،
رہبر نے آ سنایا، ساجن پیام تیرا۔

دلگیر نہ ہو تو ہرگز، کر دور درد دل کے،
اک دن یہاں پہ ہوگا، آخر قیام تیرا۔

کر غم نہ تو ذرا بھی، مجھ پر تو کر بھروسہ،
دونوں جہاں کا پیارے، میں ہوں امام تیرا۔

تو اصل میں ہے میرا، میں ہوں ازل سے تیرا،
مجھ کو قبول ہے یہ، سچو کلام تیرا۔

تون آهين صاحب صورت جو هِي آهہ غلام تنهنجو.
آهي ذوق شوقُ سُهڻا، مون کي مُدامُ تنهنجو.

جي آهن اصل اوهان جا، سي نا وسارجو ميان،
مون تي آهي مُقرر، سائينِ سلامُ تنهنجو.

راتو ڏينهان روئڻ ۾، هينئڙو اُداسُ هُيَڙو،
رهبر آڻي رساڻيو، پريم پيامُ تنهنجو.

دلگير تون متان ٿئين، ڪر دور درد کي، ميان،
اول آخر اسان وٽ، هوندو مقام تنهنجو.

رد ڪر فنا فِڪر کي، اُميد وار ٿي رهُ،
هِت هُت يقين جاڻج، آهيانِ امام تنهنجو.

تون آهين اصل اسان جو، آهيون اسين سي تنهنجا،
آهي قبول ڪُلي "سچو" ڪلامُ تنهنجو.

نینوں کا تیرے کاجل، دل پر اثر کرے ہے،
کیا بات ہے اثر کی، برپا حشر کرے ہے۔

کس ناز کس ادا سے، آیا ہے یار میرا،
دیکھے ہے جب ادائیں، زاہد حذر کرے ہے۔

اک دن تماشے خاطر، بازار وہ گیا تھا،
اس دن سے ہائے ہائے، سارا نگر کرے ہے۔

کیا شاہ شاہزادے، حیراں ہیں دیکھ تجھ کو،
عاشق مگر ہے صابر، خود پر نظر کرے ہے۔

آنگن میں عشق آیا، اور ہم نے دل لگایا،
دلدار فتح تیری، دل پر گذر کرے ہے۔

نینوں کا حسن پیارے، شاہوں کا زور مارے،
دیکھو عجب نظارے، ظاہر ضرر کرے ہے۔

سچل، سجن نرالا، چھم چھم وہ ☆چھیر والا،
ہاتھوں میں لے کے بھالا، زخمی جگر کرے ہے۔

☆ پائل

چشمان چَمَکَ چَمَک کر، دل تي آثر هي کيتا!
کيا بات هي اثر دي، بِلکل حشَر هي کيتا!

وه ناز غَمزه سيتي، آيا هي يار ميرا،
اي ڈيک لا اُبالي، زاهِد حذَر هي کيتا!

اِک دن تماشي کيتي، بازار وچ گيا ها،
وچ "هاءِ هاءِ" عاشِق، سارا شهرَ هي کيتا!

اَبرو ديان گج گمان، مزگان دا تِير کاري،
وچ عاشقان دي سيني، هِکدم گُذر هي کيتا!

لَک مير شاهزادي، حيران ڈيک هوندي،
ڈيک آپڻي غريبي، سالِک صَبَر هي کيتا!

پاتي جو عشِق ڤيري، دِلڑي لُٹي هي ميري،
دلدار فتح تيري، دل تي گُذر هڻ کيتا!

چشمان دا شُور، جاني، بيشک ٹُون زور جاني،
وه وا عجَب نظاري، ظاهِر ضرر هي کيتا.

"سچل" سچڑ نِرالا، چَمکار چير والا،
هڻ وچ هي تيغ پالا، زَخمي جِگرَ هي کيتا!

اُس دیس سے آیا ہے تو، کاگا، بتا کچھ بات بھی،
پریتم نے پوچھے تھے بھلا، تجھ سے میرے حالات بھی۔

کاگا، تسلی دے مجھے، کیا وہ یہاں آنے کو تھے،
کیا مجھ سی دکھیارن کے گھر، وہ رہینگے رات بھی۔

کاگا، بتا دیکھی کبھی، مجھ سی دکھیارن یہاں،
پریتم نے بھیجی ہے بتا، پیغام کی سوغات بھی۔

دائم رہیں ہم وصل میں، وہ وقت بھی لائے خدا،
سچو یہ ہوگا جب کرم، ڈھل جائیگی یہ رات بھی۔

اوڏنهن آئين ڪانگل ادا، لنون تون چگي اڄ لات ڪا،
ڪي هُٽ هئي محبوب کي، مشتاق جي مصلحات ڪا؟
هيڏي اڇڻ جي ڪا هُيين، ڏي تون مون کي تلات ڪا،
مون هن نماڻيءَ وٽ اُهي، رهندا اچي هت رات ڪا،
پيغام مون ڏنهن پرت جا، ساڻي آندوَ سوغات ڪا!
شب روز عاشق رُئڻ ۾، ڇاڻن نہ هڏ ٻي بات ڪا،
جاني جدائيءَ جيهڙي، آهي نہ ٻي آفات ڪا!
هيڪند هئڻ جي هوت سان، سائين ڪندم ساعات ڪا،
دلبر ٻاجهون هڪدم "سچو"، ٻيهي اُها برسات ڪا؟

کافیاں

آنکھیں ہیں تیری قاتل، اے یار میرے دلبر۔

تک نین کافروں کو، لوٹیں مسافروں کو،
مجروح عاشقوں کو، ہر دم کریں یہ دلبر۔

مژگاں کا دیکھ افسوں، مرتے ہیں لاکھ مجنوں،
لقمان کیا افلاطوں، کیا شاہ کیا سکندر۔

ابرو ہیں وہ کمانیں، تیروں کو ہم پہ تانیں،
پل پل یہ تیر ماریں، سینہ سپر ہیں دلبر۔

ابرو کی تیغ تانی، نینوں کا کون ثانی،
"سچل" نے بات مانی، نینوں کا ہے وہ نوکر۔

خُونِي ميڈي گلي دا، تيڈيان آکين دا خنجر!
تيڈيان آکِين دا خنجر، خونِي ميڈي گلي دا!

تَک نيٹ کيبيران، نُون، مارن مُسافران نُون،
قتيا تَين عاشقان نُون، دم دم اي دوست دلبر!

آبرُو ڈونهين کمانا، چاڑهيوني گوشہ داران،
مزگان دي ڈيک باران، سينہ سپر سراسر!

چشمان دا ڈيک آنسُون، قِردي هزار مَجنون،
ٹئي قتل لک افلاطون، کسريٰ تي کيا سِکندر!

نيزي نَفس چلدي، دلدار بي بَدل دي،
"سچل" گنُون، آزل دي، نيٹان دا هويا نوکر!

آ میرے پاس ساجن، دیکھ میرا حال یہ۔

دل میرا لگتا نہیں تیرے سوا پردیس میں،
آ ذرا معلوم کر، عاشق کا تو احوال یہ۔

راہ تکتی ہیں تیری، دن رات یہ آنکھیں میری،
خواب میں بھی دھیان تیرا، عشق میں ہے حال یہ۔

بن کے جوگن بیٹھ جاؤں، در پہ میں ساجن تیرے،
اپنی صورت تو دکھا، اور دور کر جنجال یہ۔

گھر میں میرے آ کبھی، دکھ دور ہو جائیں سبھی،
سر کروں صدقے تیرے، یہ ملکیت اور مال یہ۔

ہر گھڑی ہر پل میں تیری، راہ تکتی ہوں سجن،
آ ذرا تو دیکھ میرا، ہجر میں اب حال یہ۔

دے دلاسہ دل کو تو، مت دور رکھ دل سے مجھے،
ہو سدا ہی ساتھ تیرا، ہے کیوں سچو کا حال یہ۔

آءُ اسان وٽ يارَ تون، آهي هت اسان جو حالُ هي!

اُباڻڪو آهيان گهٽو توريءَ پرين پرديس ۾،
آءُ مڙيو ئي معلوم ڪر، عاشق سندو آحوالُ هي.

آهِ اوسيڙو اوهان جو، شب روز اکڙين ۾ مياڻ،
جاني سندءِ مون جاڳندي، آهه خواب ۾ به خيالُ هي.

دوست تنهنجي درَ اتي، دونهين وجهي ويهي رهان،
منهن ڏيکارج محب مون کي، نه تہ آهه ويهڻ هت وبال هي.

درد مند جي در پيهي، آءُ دوست دل خوشحال ڪرَ،
صدقي ڪريان سِرُ ساهَ سان، ڇا مِلڪ ۽ ٻيو مالُ هي.

ويني نهاريان واڙي، تنهنجي اچڻ جي لئہ ميان،
لَهُہ سُڌِ سنديم ساجن اچي، نه تہ آهه جيڻ جنجال هي.

پاڻون پري نہ ڪريو مون کي، ڪي دوست دلداريون ڏيو،
هوءِ تون سدائين ساڻ مون، آهي "سچوءَ" جو سوالُ هي.

سب یاد وہ وعدے ہوئے، ساجن نے جو مجھ سے کیے۔

باتیں وہ سوہنے یار کی، تھیں سر بسر اسرار کی،
تھیں سب کی سب اعتبار کی، دل میں رہیں دلدار کی۔

والی نے تھا وعدہ کیا، جو کچھ کہا پورا ہوا،
"جو عہد ہے تجھ سے کیا، دل میں رہیگا وہ سدا۔"

فائق نے پھر مجھے سے کہا، 'تو سر اور سایا میرا،
اس بات کو دل سے لگا، سچ تھا جو ساجن نے کہا۔

سچو، تو خوش دائم رہے، جو بھی سجن تجھ سے کہے،
اس بات پر قائم رہے، اور بار الفت کا سہے۔

وعدا اُهي اڄ ياد پيئا، مون سان قريبن جي ڪيا!

ڳالهيون ڳجهيون اُهي يارَ جون، اصلون ٻڌيم اسرار جون،
سي ٽيون عطا اعتبار جون، دل ۾ رهيون دلدار جون.

واليءَ اِهو وعدو ڪيو جو گم چيوسين سو ٽيو،
"هڪ ٻول توسان، نا ٻيو، وِسري نه مون کون سو ويو."

فائِق وري فرمايو "تو سِرُ اسان جو سائيو،
اهو ڏسڻ مون آئيو دل ساڻ سو مون لائيو.

سچو سدا سَرهو رهين، هِڻ ٻولَ اسان جي تي ٻهين،
"تون ناهه تا هِڻ تي نهين، سِر بار بر هي جو سهين!"

بھولا انہیں کیسے بھلا، دیتا تھا جن کو تو صدا۔

قاصد، خبر اس پار سے، لایا ہے میرے یار سے،
آیا اصل اسرار سے، اس دوست کے دربار سے۔

تو کیوں پھنسا ہے جال میں، ڈالا ہے جی جنجال میں،
ہو تم بھلا کس خیال میں، رہ تو ہمیشہ حال میں۔

کیوں دور آیا ہجر کا، ساجن کے گُن بھولا ہے کیا؟
اس کے سخن دل میں بِٹھا، کیونکر نہ دی اس کو صدا،

باتیں سجن کی یاد کر، دل پیار سے آباد کر،
آئے وہ تجھ کو پھر نظر، رہ جائے نہ تو بے خبر۔

کب ہجر کا یہ حال تھا، ان کو تیرا ہی خیال تھا،
کوئی نہ قیل و قال تھا، تیرا کہاں یہ حال تھا۔

کیسے بُھلا بیٹھا بھلا، وہ دن کہ ان کے ساتھ تھا،
تجھ کو نہ جانے کیا ہوا، ساجن تیرا پھر آئیگا۔

سچو تو کوئی غم نہ کر، لایا خبر پیغامبر،
طالب کو میرے ہو خبر، سب کچھ ہوا ہے درگذر۔

تو ڪيئن اُهي وسري وبا، جن کي تو ٿي ڪارون ڪيون؟

پانڌيءَ پرينءَ جي پار ڏنهن، آندي خبر اها يار ڏنهن،
آيو اصل اسرار ڏنهن، دوسن سندي دربار ڏنهن.

ڪيئن تون پئين ٻيءَ ڳالهه ۾، هي جيءُ وجهين جنجال ۾،
چئه، آهين ڪهڙي خيال ۾؟ رهُ تون هميشه حالَ ۾.

ڪائنئن پاسي ڏينهڙا ٻيئه، سي هُڻَ سندن وسِري وريئه!
سچا سُخن سانيَڻ ٿِيئه، سڏ ڪين ڪڏهن نا ڪِيئه.

ڳالهيون سڄڻ جون ياد ڪر، دل ساڻ ٿي عاشق آپر،
تا تو اچي نازڪ نظر، هيءِ هيءِ متان ٿئين بيخبر.

جيڪس فِراق جي فال هُئي، ڪا ڪين تنهنجي ڳالهه هُئي،
تو گڏُ جيِڻ جي جال هُئي: اڄ تو نه تن سنيال هُئي!

اِتي وساريئي ڪيئن ويي، جي ڏيهه هئا تنهنجا ڏيهي،
تو کي آئي مصلحت ڪيهي؟ هاڻِ پاڻَ ايندا اڄُ پيهي.

"سچُو" متان دلگير ٿئين. اڄ پاڻ فرمايائون ائين،
طالب وچي تسلا ڏئين، معافي مدايون ڪيون مئين!

اے ساتھی، دیس ساجن کے، چلا جا دوار دلبر کے،
خبر کوئی وہاں کی دے، بتا خوش تھا ساجن میرا۔

میرا پیغام لیتا جا، ذرا جاکر اسے بتلا،
بھلا بیٹھا ہے دل سے کیا، کہ تو نے دل لیا میرا۔

یہ آنکھیں راہ تکتی ہیں، تیرے غم میں برستی ہیں،
تجھی کو یاد کرتی ہیں، تکیں یہ راستہ تیرا۔

کروں منت میں رو رو کر، بڑا ہی منکسر ہوکر،
نہ مجھ کو تو لگا ٹھوکر، گنہہ ہر اک چھپا میرا۔

سنی جب التجا میری، یہ آہ نار سا میری،
تسلی یار نے بھیجی، جسے میں لکھ نہیں پاتا۔

سکھی ری! دل یہ کہتا ہے، وہاں تک حال پہنچا ہے،
سچو جو تونے بھیجا ہے، سندیسہ مل گیا تیرا۔

ساڻي ڏي ديس دلبر جا، سِگھو وچ پار پرين جي،
خبر ڪا خير جي آڻين، آهي خوش خاص سو مظهر!

پانڌي پيغام هي ني تون، سنياري دوست کي ڏي تون،
ڳالهيون ڪر ياد پي ڪي تون، آهينم تون دل گهريو دلبر.

عاشق ايڏهن نهاري ٿو تو لئہ گوندر گذاري ٿو،
سڃڻ تو سَرس ساري ٿو اوهان لڳ آهِہ مُنتظر.

زياده ٿو ڪري زري، ڪيائين سوَ ڳچيءَ ڳاري،
مَ ڪج تنهن کون تون بيزاري، ڏسي ڏوهن سندو دفتر.

دردَ ہِ دل بَجانو ٿيو، اُتي يڪدل يگانو ٿيو،
وٺي نياپا روانو ٿيو، رسيو تاروءِ وڃي رهبر.

اڳيون پِي ٻاجهَ هُت پيئي، وائي تا هجر جي ويئي،
دلاسا دوست ڪيا ڪيئي، لِکڻ کون هِن اُهي ٻاهر.

آهي سڀ خيال هي منهنجو اوڏنهن ويو حال هي منهنجو
"سچو" ري سوالُ هي منهنجو حضوريءَ ہِ ٿيو حاضر.

یہ بازی سر کی بازی ہے، سر دینا سرفرازی ہے۔
یہی عشق کا عجز و نیاز ہے۔
پھر شاہی عشق لگانا کیا، اور اپنا آپ چھپانا کیا۔

تو اپنے آپ سے گذرتا نہیں، سولی پہ پاؤں دھرتا نہیں۔
اور موت سے پہلے مرتا نہیں۔
پھر عاشق نام دھرآنا کیا، اور نعرۂ حق لگانا گیا۔

تو سوانگ نہ چھوڑ سر بھی نہ دے، جگ سے رشتے بھی نہ توڑے
دوئی سے بھی منہ نہ موڑے۔
پھر اس کوچے میں آنا کیا، شاہوں سے عشق لگانا کیا۔

جب پاؤں پیچھے دھرتا ہے، کب سر کا سودا کرتا ہے،
اور موت سے بھی توڈرتا ہے۔
پھر عشق کی بات سنانا کیا، دردر آواز لگانا کیا۔

جب عشق کا طبل بجتا ہے، اور اپنی جان بچاتا ہے۔
سر دینا دل سے بھلاتا ہے۔
پھر جگ کو خود پہ ہنسنا کیا، اور جوگی سوانگ رچانا کیا۔

اس بازي وچ سر بازي هي، سِر ڏيوڻ سرفرازي هي.
اهو عشق عرض نيازي هي.
وت شاهي عشق لڳاوڻ ڪيا! وت تَيڪون آپ چپاوڻ ڪيا!

آپ ڳنون گذر ٿُون ڪردا نهين، سولي اوپر چڑهدا نهين.
مرڻ ڪنون اَڳ مردا نهين
وت عاشق نام سڏاوڻ ڪيا! وَت "انالحق" الاوڻ ڪيا!

جي سر ڏيوين، سانگا چوڑين، وچ وحدت دت دوئي ٻوڑين.
سڳ سياپا سارا ٽوڑين
نينهن شهان نال لاوڻ ڪيا! وَت اِس ڳلي وچ آوڻ ڪيا!

ول پير پِڇُون تي ٽرٽا نهين، وَت اَيسا سَودا ڪرٽا نهين،
وت موت ڪنون پي ڏرٽا نهين:
وت بار بره دا چاوڻ ڪيا! وت درد آپ پناوڻ ڪيا!

عاشق هو گر نوبت مارين، اپٽا سر صحيح سنيارين،
پانهپ والي ڳالهه وسارين:
سِردي وال مُناوڻ ڪيا! وَت آپ تي خلق ڪِلاوڻ ڪيا!

جب کفروایماں کے نکلے، اور ہُو پہ ہُو کا حکم چلے
اور پاؤں دھرے نہ تو پیچھے
پھر عشق کے در پر جانا کیا، اور پھیرے یار لگانا کیا۔

آعشق کا خاص نشانہ بن، تو یکدل یار نشانہ بن۔
کُل دنیا سے بیگانہ بن۔
پھر خود سے خود شرمانا کیا، اور عشق میں اب گھبرانہ کیا۔

وہ کوچہء عشق میں آیا ہے، اس کیسا قدم اٹھایا ہے
اب سارادرشن پایاہے
اب سچل سرکو بچانا کیا، اور جی کر جان جلانا کیا۔

دين ڪُفر ڪنون منزل چاوين، "هُو" ٿي "هُو" دا حُڪم هلاوين،
پچي مُول نہ پير ولا وين:
وَت پيرِ اسي در پاوڻ ڪيا! وت گهٽي گهٽي آپ گهُماوڻ ڪيا!

عاشق هو نيشانا ٿي، يَڪدل يار يگانا ٿي،
عالم وچ بيگانا ٿي:
وت تيڪون آپ لڄاوڻ ڪيا! وت ايسا ڪام ڪماوڻ ڪيا!

وه عشق دي ڪُوچي آيا هي! وه ڪيسا قدم اُنايا هي!
هُن درسن سارا پايا هي!
"سَچَل" سِر ڏي، آپ بچاوڻ ڪيا! وت جوشان جي جلاوڻ ڪيا!

الحق الحق ہُوالحق، مالک الملک بے گمان ہوا۔

اب ظاہر کیسا یار ہوا، اور دم دم میں دیدار ہوا،
پھر آپ ہی آپ اسرار ہوا، اور بھید کا بھید انسان ہوا۔

اُس جا سے اس جا آیا ہے، کیا لالی رنگ بنایا ہے،
وہ سب میں شاہ سمایا ہے، ہر شاہ گدا حیران ہوا۔

سن حیرت اور حیرانی ہے، یہ مشکل کب آسانی ہے،
میرا جسم و جاں سب جانی ہے، وہی صورت میں سیران ہوا۔

اس مے سے جو مخمور ہوئے، وہ درجے میں منصور ہوئے،
وہ سولی پہ مسرور ہوئے، یہ مردوں کا میدان ہوا۔

وہ یار سدا گلزار میں ہے، وہ سیلانی سنسار میں ہے،
وہ باز بھرے بازار میں ہے، وہ بیشک لا امکان ہوا۔

کس مذہب کی یہ راہ نہیں، وَہُوَسے کون آگاہ نہیں۔
بن کام فنا فی اللہ نہیں، یہ مرشد کا فرمان ہوا۔

الحق الحق هُو الحق هُو مالک الملک بي گمان هُوا.

هُن ظاهر کيسا يار هوا. اس دم دم وچ ديدار هوا.
اينوين اَيسائي اَسرار هُوا. اِينوين سري سر انسان هوا.

اُس جا تون اِس جا آيا هي. اُس لعلي رنگ بنايا هي.
اوئي سپ وچ شاه سمايا هي. هر شاه گدا حيران هوا.

سُٹ حيرت وچ حيراني هي. اي مُشکل نا آساني هي.
ميڈا جان جُثه سپ جاني هي. اِس صورت وچ سيران هوا.

جيکُون اِس مي دي مخموري هي. تِس درجا پايا منصوري هي.
چڑهه چوٹ چلا وي سر سُوري هي. اِهو مَردان دا ميدان هوا.

اُهو يار بينا گُلذاري وچ. اُهو سير کري سنساري وچ.
اوئي باز چلي بازاري وچ اوئي لاشک لا مکان هُوا.

کهين مذهب دي اي راه نهين. "وَهُوَ" کِس کُون آگاه نهين.
"بن کام فَنَا في الله نهين". اِهو مُرشد دا فرمان هوا.

ہو شامل صفِ شہدا میں، سر اپنا دے تو میداں میں،
آ مار تو بھالا چوگاں میں، یہی دین یہی ایمان ہوا۔

اب پھر منصوری نعرۂ ہو، وَہُوَ کا ناز نقارہ ہو،
پھر خود کا نور نظارہ ہو، یہ سولی کا سامان ہوا۔

اور کتنے روز گدائی میں، تو رہیگا یار جدائی میں،
اب آجا خاص خدائی میں، وہ سب جگ کا سلطان ہوا۔

کبھی شمع، کبھی پروانہ ہے، کبھی دام کبھی وہ دانہ ہے۔
کبھی دانا اور دیوانہ ہے، یہ برہ کا یار بیان ہوا۔

ہے مرشد خواجہ عبدالحق، کیوں عبد کہوں ہے حق الحق،
تج دی دنیا جس نے بیشک، میرا پیر بحر عرفان ہوا۔

سچو کا نام جو ذات ہوا، اور جسم تمام صفات ہوا،
کب پردہ دن اور رات ہوا، یہی "میں تو" کا طوفان ہوا۔

هو مرد آوين صف مردان وچ، سِر سارا پاوين ميدان وچ،
آء گوءِ ماريں اِس چوگان وچ، اِهو دين اِهو ايمان هُوا.

تُن "اَناالحَق" نعرا كَسر، "وَهُوَ" ناز دا نقارا كر،
پچي اَپڑا نُور نظارا كر، اي سُولي دا سامان هُوا.

او كتلي ڈينهن گدائي وچ، وت هووين يار جدائي وچ،
هُن آوين خاص خدائي وچ، اوئي سارا جگ سُلطان هُوا.

كڈان شمع كڈان پروانہ هُوا، كڈان دام كڈان وت دانہ هُوا،
كڈان دانا كڈهن ديوانہ هُوا، اِهو برهي دا بيان هُوا.

هي مُرشد خواجہ عبدالحق، نهين عبد اُهو هي حق الحق،
هي دونون جَگ سُون لاتعلق، ميرا پير بحر عرفان هُوا.

هي نام "سچُو" دا ذاتي وچ، هي سارا جسم صفاتي وچ،
اَهو چُپسي نا دن راتي وچ، اِهو اِس اَس كا طوفان هُوا.

کس جا وہ نہیں چھپتا، خدا جگ لوک سارا ہے،
گلی کوچے میں ہر ہر جا، خدا جگ لوک سارا ہے۔

وہی ہر جا پہ حاضر ہے، اندر باہر وہ ناظر ہے،
کھلیں آنکھیں تو ظاہر ہے، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں دعوت کی درویشی، کہیں دردوں کی دل ریشی،
کہیں رکھتا ہے بد کیشی، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں وہ وِرد کرتا ہے، کہیں وہ خود سے لڑتا ہے،
کہیں وہ قتل کرتا ہے، خدا جگ لوک سار ہے۔

کہیں پہ وہ گداگر ہے، کہیں مرشد مجاور ہے،
کہیں سلطان سرور ہے، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں پے مالک لِشکر، کہیں وہ فاتح کشور،
کہیں احمد، کہیں حیدر، خدا جگ لوک سارا ہے۔

خدا کِس جا نَهين ڇُپدا، اَلله جڳ لوڪ سارا هي،
نہ ڪوچي نا ڳلي ڇُپدا، اَلله جڳ لوڪ ساراهي.

بَهرجائي پي حاضر هي، اَندر باهر پي ناظر هي،
اڪين ڪولو تہ ظاهر هي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

ڪيهان دعوت ڪِي درويشي، ڪهان دردون سي دلريشي،
ڪهان رڪدا هي بدڪيشي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

ڪهان لڪ ورد پڙهداهي، ڪٽ اَپٽي نال لڙدا هي،
ڪهان خونناب ڪراهي، الله جڳ لوڪ سارا هي

ڪهان دلقي گداگر هي، ڪهان پيري مجاور هي،
ڪهان سُلطان سرور هي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

ڪهان ڳر دبدبي لشڪر، پڪڙ دي زور هر ڪشور،
ڪهان اَحمد ڪهان حيدر، اَلله جڳ لوڪ سارا هي.

کہیں بازیگراں بازی، کہیں میدان کا غازی،
کہیں مفتی، کہیں قاضی، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں ہُوہُو سکھاتا ہے، کہیں نعرہ لگاتا ہے،
کہیں سولی پہ چڑھتا ہے، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں کرتا ہے بیداری، کہیں کرتا ہے وہ زاری،
کہیں ہر پل نشہ طاری، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں تو عبدۂ سارا، کہیں اسکندر و دارا،
احد کا ہے کہیں نعرہ، خدا جگ لوک سارا ہے۔

کہیں مست و موالی ہے، کہیں دنیا کا والی ہے،
کہیں سچو سوالی ہے، خدا جگ لوک سارا ہے۔

كهان بازيگران بازي، كهان ميدان دا غازي،
كهان مُفتي كهان قاضي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

كهان "هُو هُو" ڪريندا هي، كهان نعرا مَريندا هي،
كهان سُولي چڙهيندا هي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

كهان ڪرتا هي بيداري، كهان ڪرتا هي لڪ زاري،
كهان چلتا هي خماري، الله جڳ لوڪ سارا هي.

كهان هي عبده سارا، كهان اسكندر و دارا،
كهان "اَنا اَحمدي" نعرا، اَلله جڳ لوڪ سارا هي.

كهان مست و موالي هي، كهان هر ڪس دا والي هي،
كهان "سچو" سُوالي هي، الله جڳ لوڪ سارا هي.

جو دل پی لے عشق کا جام، وہ دل مست و مست مدام۔
دین مذاہب رہ گئے کس جا، کفر کہاں اسلام؟
پنج تن پاک ہیں حامی میرے، حسنؑ، حسینؑ امام۔
دل والوں کو بخش دیا ہے، جنت میں ہی مقام۔
عشق نے سر دینے والوں کو، پہنائے احرام۔
روزِ ازل سے دل والوں کا، سولی ہی انجام ۔
سر پہ اٹھانا بارِ ملامت، عشق کرے بدنام۔
عقل و خرد تو ان سے بھاگیں، جن کا عشق امام۔
سائیں کے در کے سچل جیسے، کیا کیا اور غلام۔

جنهن دل پيتا عشق دا جام، سا دل مست و مست مُدام.
دين مذاهب رهندي ڪٿي، ڪفر ڪِٿان اسلام؟
پنجتن پاڪ حمايت ميڏي، حسن حسين اِمام.
بخش ڪرينا عُشاقان تي، جنت جاءِ مقام.
سر ڏيوڻ ڪيتي عشاقان نون، عشق ٻڌائي اِحرام.
عُشاقان دا اَصُل ڳنون هي، سُولي دا سَر آنجام.
چاوَڻ بار مَلامت سِرتي، بره سارا بدنام.
چوڙيا تنهن ڪُون علم عقل ني، جنهن دا عشق اِمام.
در سائيان دي سوين سپاهي، "سَچل" پي هڪ غلام.

پی لیا آبِ حیات، رے ہم نے، پی لیا آبِ حیات۔
ہوا ہے جس کے پینے سے اب، تن من سب تجلات۔
کہیں نہ بھٹکا دھیان ہمارا، دور ہوئی ظلمات۔
یکتا ہوکر ہی جانیگا، یکتا ذات صفات۔
"آپ خدائی، آپ خدا ہوں!"،لب پر یہ کلمات۔
اس منزل پہ جو بھی پہنچا، اسکی موت حیات۔
کبھی کبھی واں پہنچا سچل، جہاں پہ دن نہ رات۔

پيتا مين آب حيات، وي، هاريا، پيتا مَين آب حيات.
پيوڙ سيتي تنهن دي هويا، وي، ميان تن من سپ تجلات.
خيال اَساڏا ڪٽان نہ اَٽڪيا وي، لنگهہ پيا ظلمات.
هڪو هوڪر هِڪو ڄاڻين، هڪ ذات صفات.
جوئي اَليندا، سوئي سُڌيندا، هيئي اهو اثبات.
"مين خدا ئي مين خدا هان"، آکين اِهو ڪلمات.
اُڻون جو ويندا مُول نہ مَردا، ڪرين اِها تسلات.
ڪنهن ڪنهن ويلي اُڻان جو ويندا، جڻان "سچل" دن نہ رات.

تاب سے ہوں بے تاب، الومیاں، تاب سے ہوں بیتاب۔
نہ میں گویا، نہ میں جویا، نہ میں سوال جواب۔
نہ میں خاکی، نہ میں بادی، نہ میں آگ نہ آب۔
نہ میں اِنس، نہ میں جنی، نہ میں ماں نہ باپ۔
نہ میں سنی، نہ میں شیعہ، نہ میں جرم و ثواب۔
نہ میں شرعی، نہ میں درعی، نہ میں رنگ رباب۔
نہ میں ملا، نہ میں قاضی، نہ میں شور شراب۔
ذات سچل کی کیا پوچھو ہو، سچل ہے نایاب۔

تاب ڪنون بي تاب، ميان، مين تاب ڪنون بي تاب.
نا مين گويا نا مين جويا، نا مين سوال جواب.
نامين خاڪي نا مين بادي، نا مين آگ نہ آب.
نا مين سُني نا مين شيعا، نا مين ڏوهہ ثواب.
نا مين شرعي نا مين ورعي، نامين رنگ رباب.
نا مين مُلا نا مين قاضي، نا مين شور شراب.
ذات "سچل" دي ڪيهي پچدئين!... نالي تا نايابـ.

عشق سوا سب جھوٹ فتور، سولی پر منصور۔
نہ کوئی دوزخ، نہ کوئی جنت نہ ہی حور قصور۔
دل مُلاّ کی بات نہ مانے، نہ اس کا مذکور۔
عہدِ جوانی بیت گیا اب، جسم تھکن سے چور۔
دیکھ لیا ہے چشمِ یار کا، ہم نے سارا نور۔
دوجی ساری باتیں پھندے، ان سے رہ تو دور۔
'سچو'، اب تو جان لے سچ کو، آپ ہی آپ حضور۔

عشق دي باجهون بيا سپ ڪوڙ... سولي تي منصور.
نا ڪوئي دوزخ نا ڪوئي جنت، نا ڪوئي حُور قصور.
من اساڏا نهين مَنيندا، مُليان دا مذڪور.
ڏينهن جواني لنگهه ڳيوسي، هُڻ ٽيوسي جهُور.
ظاهر ڏيکيُم يار سڄڻ دا، نيٽين والا نُور.
بيان سپ ڳالهين قِرتيان ڪاهيان، چوڙڻ هيني ضرور.
"سچل" سچ صحيح ڪر جاڻين، هيئين تُون آپُ حضور.

کیا پوچھو ہو ذات، جو بھی ہوں میں وہ ہی ہوں۔
اپنا آنا ہوا وہاں سے، جہاں پہ دن نہ رات۔
ابھی تلک ہیں زباں پہ جاری، "الا قرب" کے کلمات۔
سچوُ راز سمجھ لے اپنا، عشق تیری اوقات۔

پچو نہ منهجڑي ذات، جوئي آهيان سوئي آهيان!
اچڻ آسان جو ٿيو اُتاهين، جاتي ڏينهن نہ رات.
ظاهر آهِ زبانون منهجي، "الا قرب" سندءِ ڪلمات.
"سچو" سر سهي ڪر پنهنجو عشق منجهون عِشقات.

وہ تو ہے بے نام و نشاں، بھید کھلے کب ہے امکان۔
کیا کیا بھیس ہیں اس نے بدلے، "کل یوم ہُو فی شان"
ظاہر ذات صفات سمجھ لے، "سرتی سرہ و الانسان"
جو منصور کی راہ ہے سائیں، اس میں جوش، جنوں، جولان،
کس کی خاطر بنا گداگر، ورنہ سچو ہے سلطان۔

آهي بي نام و نشان، سِر اِنهيءَ جو ناهي امڪان.
طرحين طرح پوشاڪان پهريئين، "ڪل يَوم هُو في شان"
ظاهر ذاتِ صفات سهي ڪر، "سِري سِرُ الانسان"
منصوري آهي راهُ اِهو ئي، جوش تنهين ۾ آ جولان.
غرض گداگر يار اچي ٿو ناٿ "سچو" سارو ئي سُلطان.

چاند سا مکھڑا ساجن نے، گھونگھٹ میں ہے چھپایا!
ان نینوں کا نور ہے ہر سو، کیونکر گھونگھٹ ڈالا۔
ظاہر باطن خود ہے ساجن، کیسا بھید بنایا۔
ان نینوں کی سج دھج سے ہے، سب نے عشق لگایا۔
صورت سے وہ مورت بن کر، سچو نام دھر آیا۔

مُک مهاب سچڻ دا سنيان، گهونگهٽ وچ لُڪايُس!
ڏونهين نور تجلي ڏيندڙ، ڪيون وَت آپ ڇپايُس!
ظاهر باطن سوئي آها، بازي پيد بنايُس.
چشمان دڙ چمڪاري لُڪدي، لاشڪ برها لايُس.
صورت وچون مورت بڻ ڪي، "سچَل" نام سڏايُس.

میں نہیں ساجن، سب کچھ تو ہے، تجھ بن رمز دکھائے کون؟
چھم چھم گھنگھرو چھن چھن پائل، دم دم طبل بجائے کون؟
دل والوں کو قتل کرے ہے، اس بن قتل کرے ہے کون؟
منکا پھیروں، من نہیں بھرتا، اس بن من کو پھیرے کون؟
حسن حسین شہادت پائی، کارن ہے بن تیرے کون؟
سچل ہر جا اللہ ہی اللہ، رام رحیم کہلائے کون؟

هڪ مين نهين، جاني تُون هين... ڏوجها رمز چلينـدا ڪُون؟
ڏُو ڏُو ڏُڪڙ نـال تـمـاشـي، ڏوجـهـا طـبـل وڻـيـنـدا ڪُون؟
عاشق ٻڪرا معشوق ڪسائي ڏوجها ذبح ڪريندا ڪون؟
تسبيح ڦردي مَن نَهين ڦردا، ڏوجها مٽڪا ڦرينـدا ڪون؟
حسن حُسين شهادت پائي، ڏوجها قتل ڪريـنـدا ڪون؟
"سچُو" هي مسڪين اَللّٰه دا، ڏوجهـا رام رجـهـيـنـدا ڪون؟

ہر اک رنگ میں یار نے پیارے، کیا کیا رنگ رچایا ہے۔
اٹھو ری سیان، رقص کریں سب، رنگ بہاراں چھایا ہے۔
کیا کیا پھیرے وہ دیتا ہے، کیا کیا ناچ نچایا ہے۔
بے رنگی کے رنگ نے 'سچو'، کیا کیا رنگ رچایا ہے۔

رنگان رنگ وچ یار پیاري، عجب جیها رنگ لایا هي؟
اُنو ڙي سنیان، جهمر مارون، اج سارا ڪم سجایا هي!
لک لک ڦیریان دلبر ڏیندا، ناچُو ناچ نچایا هي.
بیرنگي اِهین رنگ دي اندر "سچو" آپ رُلایا هي.

حسن کا اِک ہرکارہ، لے کر آیا مے کا پیالا۔

ساجن والا۔

کیف میں بھی ہشیار وہ رہ کر، بھر بھر دیگا پیالا۔

اس ساجن نے لوٹ لیا ہے، شہر دلوں کا سارا۔

قاتل نین سجن کے ماریں، شاہ، سکندر، دارا۔

ہاتھ باندھ کر سچو بولے ، میں بھی عشق کا مارا۔

حسُن دا اي هر ڪارا، سُهڻي والا. آندا چڑهِ ڪي پر ڪَر پيالا!
ڏيندا دَستون آڻ اَسانُون، ڪَيفي بَن هُشيارا، سُهڻي والا.
آوَڻ نال جو لُٽ نِيتوني، شهر دلِين دا سارا، سُهڻي والا.
بانڪي نيڻ اُنهان دي هوندي، مار گهَتنِ سَردارا، سُهڻي والا.
"سچل" گهِن ڪي وڪالت آيا، بِره وَ ڏايا بارا، سُهڻي والا.

رانجھن کھیڑا دونوں میں ہوں، ہیر رہی پھر یہاں کہاں۔
جھنگ سیال اور تخت ہزارہ، دونوں دیکھے میں نے یہاں۔
ہم پہنچے ہیں اس منزل پر، نام کسی کا نہیں جہاں۔
ایسی عشق کی موج چڑھی کہ، مٹ گیا ہر اک نام و نشاں۔
صاحب سچو، دونوں ایک ہیں، فرق نہیں ہے یہاں وہاں۔

رانجھو کيڑا ڈونهين مين هان، هير رهي وچ ڪٽي ڪٽي.
جهنگ سيال تي تخت هزارا، ڈونهين ڈنم اِتي اِتي.
آسان پيوسي وچ اُٽاهين، نانءُ نہ ڪهين دا تٽي تٽي.
گُم هوئي پِي هِير اِٽاهين، موج وُڙهي آهي جٽي جٽي.
"سچُو" صاحب هِڪو اها، وال نہ ڪائي وٽي وٽي.

وہ ہی اندر، وہ ہی باہر، وہ ہی ساجن موبمو۔
ہر جانب ہے اسکا جلوہ، کوچہ کوچہ، سو بسُو۔
لاکھ لباس میں آپ چھپائے، ہر خانہ میں خُوبخُو۔
وہ ہی روئے، وہ مسکائے، وہ ہی ساجن ہو بہو۔
"وَہُوَ معکم" کی تو ہے بشارت، بسے وہ ساجن سوبسُو۔
اپنے آپ میں ساجن پایا، بیٹھا ساجن روبرُو۔

او ئي آندر اوئي باهر، اوئي آها مُوبَمُو.
هر ڪنهن جاءِ ظهور تنهن دا، هَر ڪنهن ڪُوچي سُو بسُو.
آپ پهريندا لکين لباسان، هر ڪنهن خاني خوبَخُو.
اوئي روندا اوئي هسدا، صاحب سوئي هُوبهُو.
"وَهُوَ مَعَكُم" اِها بَشارت، جانب وَسدا جُوبَجُو.
آپڪنون ڪڏان خيال نہ باهر، "سچل" پَهندا رُوبَرُو.

کہاں سے اڑ کر آنا، ہوا تیرا اے پنچھی؟
تیرا کہاں بسیرا تھا اور، اب ہے کہاں ٹھکانہ؟
اپنے پنکھ بھگو مت پنچھی، تجھے ہے لوٹ کے جانا۔
جہاں سے اڑکر آیا ہے تو، وہ نہ دیس بھلانا۔
خود کو غیر نہ جان اے پنچھی، تجھے ہے یہ سمجھانا۔
یہاں وہاں کی سیر ہے جیون، 'سچو' کو سمجھانا۔

کٹون اُڈر آیائین، وي پکیڑا پردیسي؟
کٹ آکیرا تیڈا اها، کٹ تساڈیان جائین؟
چلڑ کیتي وي سُڑ پکیڑا، متان تُون پر پُسائین.
جٹان هون هویا آوَڑ تساڈا، وَبسین اُڈر اُٹاهین.
غیر نہ آپ کُون کڈان جاٹین، تیکون مین سمجھائین.
اِٹان اُٹان سیر تُساڈا، سچل یار سُٹائین.

اب جانا تخت ہزارے، اب رہنا ندی کنارے۔
ایک نظر میں دل دیوانہ، تیرے عجیب نظارے۔
تو ساجن کی داسی بن جا، یہاں کیوں عمر گذارے۔
رانجھن کے وہ پیڑ جہاں پر، رانجھن مست پکارے۔
'سچو'، جان کہ ایک ہے رانجھا، تج دے اور دوارے۔

اسان وڃڻا تخت هزاري، رهڻا راوي دي ڪناري،
اي دل ساڏي ٿئي ديواني، ويڪڙ هِڪ نظاري،
هو ڳنيزڪ وَڃ اُٺاهين، باقي سا عُمر گذاري،
نيڙيان تالهيان راوي واليان، جِتان رانجهو مست پُڪاري،
سُڃ وي "سچو"، هِڪو رانجهن ڄاڻين، لڳ نه ڪنهين دي لاري

کہاں ہے عشق کا درماں پیارے!؟

عشق کی راہوں میں اُجیارا، جس سے پھوٹے درد کا دھارا۔
عشق کی راہ میں دکھ ہیں سارے۔

عاشق روئیں اور کراہیں، پل پل درد بھری ہیں آہیں
عشق ہے آہ وزاری پیارے۔

میں باندی ہوں تو ہے آقا، ڈال کے اب دامن کا سایہ
قول تو دے مجھ کو متوالے۔

جو باتیں بھی تم نے کہی ہیں، مجھ کو ساری یاد رہی ہیں
پل پل تیری یاد ہے پیارے۔

سچو چھوڑ نہ دل تو وللہ، تیرا ساجن لایا اللہ
کر تو لاڈ سجن سے نیارے۔

لڳيءَ دل جو دارون، ناهه ڪو ڊولهه پيارا!

عشق جون واتان، ٻَرن لاتان، تنهن مؤن نڪرن درد جون ڇاتان،
پوءِ يون پون هي پچارا.

عاشق ٿا ڪن درد جون دانهان، عشق منجهاؤن اِها آهان،
رُئن اهي زارو زار.

آءٌ تان بانهي، تون تن سائين، پاندُ ڳچيءَ وچ پاؤ پائين،
اَچهه جا ڪر قول قرار.

ڳالهيون مون سان توجي ڪيون، مور نه مون کي وسري سي ويون،
دم دم تنهنجي ياد آ يار.

"سچو" تون تان تِيءُ نه ماندو، پرين تنهنجو الله آندو،
سَڃَهَ سان ڪر الغارا.

اپنا ہادی والا حال، جھوٹے سارے قال مقال۔

منطق علم کی جھوٹی کہانی، "کنز قدوری" بات پرانی،
"قافیہ" بھی بیکار ہے جانی، یہ سب وہم و خیال۔

چھوڑ مصلے، چھوڑ شوالے، "صرف و نحو" ہیں روگ رسالے،
سیاہی کالی، کاغذ کالے، جھوٹے قال مقال۔

راز کتاب میں کب ملتا ہے، جرم و ثواب میں کیا رکھا ہے،
عالم اس میں بھٹک گیا ہے، مستی یار محال۔

کیا کیا درس وہ دیں دلوائیں، پر ساجن کا بھید نہ پائیں،
عشق کی منزل سے رہ جائیں، یہ سب خام خیال۔

جن کو علم و خرد ہیں پیارے، دیس بدیس پھریں وہ مارے،
جائیں دور دراز بیچارے، حال سے ہیں بے حال۔

کفر ایماں جہاں مل جائیں، عشق کی مے کے جام چڑھائیں،
تب وہ اپنی منزل پائیں، ہو جائیں خوشحال،

ساجن سنگ تو عمر بتادے، دوئی کو سچل صاف مٹادے،
دل کو مرشد سنگ ملادے، باقی سب جنجال۔

اسان تي هادي والڙا حال، وي ميان... ٻئي ڪوڙي ڄاڻين قال وي

منطق علم دي ڪوڙ ڪهاڻي، ناوچ ڪنز قدوري ڄاڻين،
ڪافيہ تي اعتبار نہ آڻين، اي سڀ تال پکال وي

نا تہ مُصلي ناتہ مسالي، نحو صرف سڀ روڳ رسالي،
ڪالي مَس تي ڪاغذ ڪالي... ڪوڙي قيل مقال، وي

ڪم نهين اِهو وچ ڪتابين، نا وچ سُور نہ وچ ثوابين،
عالم ڏيک پلي وچ بابين.. مستي دي ڳالهہ محال،وي

پڙهيئي سبق پڙهاون ڪيئي، لهندي اوئي سِر نا سوئي،
عشق ڪَنُون ٿئي دور اُهي ئي.. هي سڀ خام خيال، وي

ديس چوڙ پرديس ڦريندي، نال ڪتابان اُٺ پريندي،
بصره تي لاهور لڙيندي.. توڙي عرب چلن في الحال، وي

ڪفر ايمان جڏهان هڪ ٿيوي، عشق دا پيالا تڏهان پيوي،
ساڻ سلامت سوئي نيوي.. هي اي تا خاصي ڳالهہ، وي

ورق دوئي دا "سچل" وسارين، ڳالهہ هادي دي سيا سنيارين،
نال اُهين دي عمر گذارين... جوئي چوڙ جنجال، وي

برھا کا یہ بھاری بار، ہم نے اٹھایا ہنس کر یار۔

لہر بحر کی نہیں خبر، یہ منجدھار یہ ساگر،
موج چڑھی ہے زورآوار، جس کا کوئی انت نہ پار۔

ساقی نے جب جام پلائے، سب نے اپنے ہوش گنوائے،
اس عالم میں راز بتائے، نیناں روئیں زار قطار۔

حسن حسین نے بھید تھا پایا، بار دکھوں کا چُوم اٹھایا،
ان پیاروں نے قرب بڑھایا، جگ روئے ہے زاروزار۔

بار بره دا بارون بار، چڑھ ڪي آندا بي اختيار،

سُڌ نهين هي اَنت بحر دي، سِير سمنڊ دي لس لهر دي،
موج خوني هي زور زبردي، جٹان ڪٹان هي تارون تار.

جڏان وَت ساقي جام پليدا، تڏان وت بيخود ڪيف ڪريندا،
پيچليندا سارا سر ڏسيندا، نيٹ وَهيندا نارون نار.

جيوين سِر اِمامين آيا، بار غمان چُمر چشمين چايا،
اُنهان آپٹا قرب وَڏايا، عالم روندا زارون زار.

اب ہے میرے اختیار اے یار کیا، کھول دینا عشق کے اسرار کیا۔

عشق کے اس درد کی قیمت نہیں، اسکے جیسا مرتبہ عزت نہیں۔
عشق کا سودا ملے بازار کیا۔

عشق میں منصور کا یہ حال تھا، آخرش سولی پہ جاکر سر دیا،
حالِ عاشق ہم بتائیں یار کیا۔

عشق سے پوچھا تو کیا چاہے صنم، روگ تجھ کو ہے کوئی، بولا "نعم"
عشق سے بڑھ کر کوئی آزار کیا۔

زہد و تقویٰ کا یہاں پر کام کیا، عشق بِن ہے کفر کیا اسلام کیا۔
فوج کا ہو ذکر بِن سالار کیا۔

صد ہزاروں میں کوئی عاشق ہوا، دربدر ہونا تھا قسمت میں لکھا۔
ہر کوئی ہے عشق کا بیمار کیا۔

اپنی ہستی کو فنا کر یار میں، دل و جاں کو لا اسی اقرار میں۔
راہِ مرشد سے سچو انکار کیا۔

اي يارو ميڈا ڪوئي اختيار نهين... آکڻا اِهو عشق دا اسرار نهين.

دردِاهين دي وو يار قيمت نهين. اِهو جيها وو مرتبہ عظيمت نهين.
عشق دا سودا شهر بازار نهين.

عشق تہ منصور نون ڏيک ڪيا ڪيتا! تنهن ڪون سر سُلي اُهين برهين نيتا.
شوق واليان دا ڪوئي شمار نهين.

ڪنهن پچيا عشق ڪنون" جا تون پاس صنما, مڙتيڪون هي ڪيها؟" آکيُس" نَعَما".
عشق جيها اور ڪوئي آزار نهين.

زُهد تقويٰ وَل طاقت ڪيا ڪام ڪيتا؟ عشق بن ڪيا ڪفر ڪيا اسلام ڪيتا؟
جيوين لک سپاهي هي پرسردار نهين.

لک هزاران وچون ڪوئي عاشق بڻيا, بي سرو سامان اوئي لاشڪ ڻيا.
هر ڪنهن تي عشق دي تلوار نهين.

"گُم ٿي تُون يڪا يڪ يار وچ, دل جان آون اِهين اِعتبار وچ!"
اِينوين آکيا مرشد,"سچَل" اِنڪار نهين.

پھر نہ ستانا میرے یار، ہم مسکیں غریبوں کو۔

میرا درد تو تو ہی جانے، پل پل روؤں زارو قطار۔
کیا معلوم طبیبوں کو۔

ہم پر کوئی حرف نہ آئے، برھا کا ہے بھاری بار۔
کوئی بتائے حبیبوں کو۔

سب کچھ تیرے بس میں ساجن، میرے بس میں کیا ہے یار۔
کیا الزام رقیبوں کو۔

سنوری سکھیو، ساجن کارن، اشکوں کا ہے پرویا ہار۔
کیا معلوم حسینوں کو۔

سچل سچ ہی سچ ہے سارا، جاکر کہے کوئی اکبار،
میرے یار حبیبوں کو۔

ول نہ ستاوين، ميڈا يار، مسڪين غريبان نُون!

خبر هي تيڪون درد ميڈي دي، رووان مين زارو زار،
ڪيهي ڪل هي طبيبان نُون!

حرف اسان تي ڪوئي نهين اها، بِرهي دا بار بار،
ڪوئي آکٹ عجيبان نُون!

جهڙڪان ڏي ڳر آپ جهليندين، وس نہ ميڈا ڪهين وار،
ڪيها ڏوهہ رقيبان نُون!

سُٹو ري سنيان يار دي ڪيتي، هنجهوان دا پوتم هار،
هوئي سُڌ حبيبان نُون!

سچ هي "سچل" اِهو سچ هي صريحاً، آکٹ ڪوئي هڪوار
وچ ميڈيان قريبان نُون!

مجھ سے ایسی پریت لگائی، بھول گئی میں بابل بھائی۔
زہر پیالا پیتی ہوں۔

عشق نشہ ہے ایسا چھایا، چھم چھم کر کے ناچ نچایا۔
پگلی بن کر جیتی ہوں۔

مژگاں کے یہ تیر ہیں کیسے، دل ہے اب تو چھلنی جیسے
ہُوَ ہُوَ کہتی رہتی ہوں۔

پریت نے ایسا روگ لگایا، سکھیوں نے بھی آن ستایا،
طعنے سب کے سہتی ہوں۔

سچل عشق، امانت لی جب، جاں بھی قربان ہم نے کی تب،
راز ہی بن کر جیتی ہوں۔

ميڈي نال تُسان جو لائي، وِسِر گيوسي ٻاڀل مائي.
زهر پيالا پيندئيان!

عشق جڏان پي سِر تي آيا، "هُوهُو" ڪر ڪي نينهن نچايا.
هُرڙ ديواني ٿيندئيان!

مزگان تير مريندين بڙڇان، سيني دي وچ لڳديان هُڙڇان،
"هائي، هُوحُو" آکيندئيان!

بِر اسان تي بچان لايان، سَڀ سهيليان، مِل ڪر آيان،
مِهٽيان نال مَيندئيان!

"سَچَل" سوز سنيال ڏتوسي، جان تڏان قربان ڪيتوسي،
سانگان نال سلهيندئيان!

کیا جو میں نے دھیان تو ساجن، تجھ کو گئی پہچان۔

وہ ہے کہتا، وہ ہے سنتا، ہر صورت میں وہ ہے رہتا،
لاکھ لباس میں وہ ہے یکتا، رہا نہ کوئی گمان۔

صورت میں مورت ہے سمائی، ہر اک نقش میں رمز چھپائی،
لاکھوں باتیں، ایک بتائی، بات کا کر تو دھیان۔

جن کو بھید کی خبر ذرا بھی، انکو ہے پہچان اسی کی،
اوروں کو کب خبر ذرا سی، ان کو کب پہچان۔

سچوُ، بات یہ دل سے لگالے، اندر باہر ہر جا وہ ہے،
دوئی کو اب سچو تج دے، چھوڑ خودی کا دھیان۔

ڪيتم آپ قِياس، وو هاريا، ڪيتُم آپ قِياس!

جوئي چوندڙ سُٹندڙ سوئي، سيڪنهن صورت آپ اُهوئي.
رهندا شَڪ گُمان نہ ڪوئي... ڪِيتُس لک لباس.

جائي مورت، صورت سائي نقش دي رمز اهائي،
لک چوراسي هڪا وائي... وائي وائي واس.

سِر اِهين دي سڏ تِنهان نُون، هوسي اِهو احوال جنِهان نُون،
ڪيهي خبر خيال ٻنهان نُون! ... نهين سو تول تپاس.

سمجهہ "سَچُو" ٿُون ڳالهہ اِهائي اندر ٻاهر هڪا وائي،
وحدت دي وچ ٻوڙ ٻيائي، خودي ڪُنُون ٿي خلاص.

چمک دمک نینوں کی یار، دیکھ کے دل ہے حیراں،
آنکھوں نے منصور کو مارا، سولی پر ہے کون سوار؟
جوں بدلی میں بجلی چمکے، جگمگ جگمگ ہے وہ یار۔
تیرے نیناں تیر یوں ماریں، اک دل میں اور دو جا پار
ان نینوں سے مست ہوئے ہیں، سچل جیسے لاکھ ہزار۔

چشمان دي چمڪاري، دل نُون گهٽدي حيرت دي وچ!
اِنهان اَکيان منصور مَرايا، سُولي گنون سواري؟
بجلي دي جيوين بَدلان اندر، جهڱ مڱ تي جهلڪاري،
تيوين نال اَکين دي نيزي مارِن، هڪ ماري ڏوجهي اُلاري!
مست هوئي سرمست هزاران، "سچل" جيهي بيچاري.

آنکھوں میں رنگ رچایا، رنگ رچایا آنکھوں میں۔
ان آنکھوں نے دو عالم پر، کیا کیا حکم چلایا۔
نین کٹورے، مے کے پیالے، بھر بھر جام پلایا۔
ان کی خاطر کیا کیا عاشق، زیرِ خنجر آیا۔
ان آنکھوں میں ڈوب کے سچو، سارا بھید ہے پایا۔

اکیان نون رنگ لایا لایا! لایا لایا رنگ اَکین نُون!
نال اَکین دي عالم دي وچ، کیڈا حُکم هلایا!
جام گَتوریان، جام شرابي، پُر کر جام پِلایا!
عاشق شُودا لکین هزارین، کاتي نال گُهایا!
حیرت دي وچ هِک جوتیان، "سچَل" سِر هي سلایا!

حسن کی فوج کو دیکھ کے سکھیو، دھڑ دھڑ دھڑ کے جیئرا،

غمزے رمز سجن کے پیارے، حسن صنم کے عجب نظارے،
دل کیسے وہ دوست بِسارے، لڑ گئیں جس سے اکھیاں۔

یہ مژگاں کے تیر اور بھالے، کالی زلفیں سانپ یہ کالے،
یار نے دل میں ڈیرے ڈالے، کیسے بیتیں رتیاں۔

مجھ پر تیری نظر ہو پیارے، تجھ بِن جھوٹے اور نظارے،
سچو کو تو یاد ہیں سارے، میٹھے بول اور بتیاں۔

نال اساڈي کيوين لڑيان، فَوجان حُسن والي ديان!

غمزي رمزي لگدي پياري، حُسن تيڈي دي عجب نظاري،
دل کيون بن دلبر دوست وساري، اکيان نماڑيان کِتان آڑيان!

مزگان نيزي تيز تکيري، ظالم زُلفان کر ديان ڦيري،
دلبر تيڈي دل وچ ديرث، قُرب تيڈي وچ کڑيان!

نظرِ کرم دي مين وَل پالِين، اَپڑي "سچل" کُون آپ سنيالين،
گجھيان گُجھيان تيڈيان گالِين، جان جِگر وچ جڑيان!

الفت میں اے قاضی! باجے، چھن چھن پائل میری۔
بیچ بازار اور گلی گلی میں، پھر پھر ڈالوں پھیری۔
عشق ہی ناچے، عشق نچائے، بات سنو تم میری۔
دل والوں پر روشن ہوگئی، ہر اک رات اندھیری،
تن من دھن ہے سب کچھ تیرا، ہر چیز امانت تیری۔
حسن کی فوج چڑھی ہے سچو، اب کیا تیری میری۔

عشق کنون قاضیا، مین پیرین پایان چیریان.
هت هزارین ڳلي ڳلي وچ ڦرکي ڏيوان ڦيريان.
عشق واليان نُون روشن هوبان، اِهي راتيان انڌيريان.
عشق ديان هونديان سڻو سنيان، اِهي ڳالهه آويريان.
جان جسم ديان ڏوهين جماعتان، ٽئي آن ٽئي آن سين تيريان
فوجان حُسن ديان سِر "سچُو" دي، آوَ چڙهيان سر سيريان.

قاضی نے سبق پڑھایا، وہ عشق نے آن بھلایا۔
میرے دل پر حسنِ یار نے، "ہُوَ" کا حکم چلایا۔
زیر زبر سب دھل گئے دل سے، برہ مینہہ برسایا۔
ملّا کا سب سبق بھلاکر، درد سجن کا پایا۔
علم و خرد کی یاد نہ آئی، عشق نے سب بِسرایا۔
کرم سے سچو یار سجن وہ، آج میرے گھر آیا۔

سو ميان عشق وساريا، جو آخوند سبق پڑھايا.
ميڈي دانيان، وي!
حسن حادي دي دل ميڈي تي، "هُو" دا حڪم هلايا.
ميڈي دانيان، وي.
زبران زبران وسر ڳيوسي، ورهي مينهن وَسايا.
ميڈي دانيان، وي.
مِلان سانون ياد ڪرايا، سو پنا سُور پُسايا.
ميڈي دانيان، وي.
علم عقل دا هِڪوواري، خيما عشق ڪُڙايا.
ميڈي دانيان، وي.
نال ڪرم دي "سچل" آسا ڏا، ويڑها هي يار وَسايا.
ميڈي دانيان، وي.

ابیات اور وائیاں

(وحدت)

قید و بند گمان کے تو، پہلے توڑ دے سارے۔
حیرت میں منصور کی پھر، ڈوب جا آن کے پیارے۔

نہ تو ہے یہ راہ، نہ ہی ہے تقلید،
تحقیقاً توحید، یہ ہے راہ رسول کی۔

ایک سفر میں سال لگیں اور ایک سفر میں ساعت،
دو جا باعثِ راحت، پہلا بعد کی بات ہے۔

چل نہ تو بارات کے پیچھے، بن نہ آپ تماشا،
ڈنکے کی تو چوٹ پہ کہہ کہ، تُو ہی آپ ہے دولہا،
اور نہ لے تو رستہ، لے تو راہ حلاج کی۔

"تُو" سے ہی تو تُو" ملے، میں بھی ملے "تُو" سے،
"تُو"، میں ہو یا "یہ"، "لا" میں سب موجود ہے۔

بے رنگی میں رنگ، دیکھ جو ہے پیدا ہوا،
ظاہر دل میں زنگ، تھا موسیٰ اور فرعون کے۔

اول پيري پيڃُ، جي بندَ خيالات جا،
تنهين پيڃاڻا وڃُ، حلاجِي حيرتَ ۾.

هيءَ نہ وات، هُئاءِ جي، آهي نڪا تقليد،
تحقيقاً توحيد، آهي راهَہ رسُولَ جي.

هڪُ سَفر ساعتَ" ٻيو سفر سالَ جو،
پهريون تا راحتَ، پيون تا پوءِ رهيو.

پٽيءَ ڇڄ نہ ڄُلُ، منجهہ تماشي نہ پوين،
گهوٽُ ڪري تون پاڻ کي، ڪر هنگامان هُلُ،
پولِ نہ ٻئي گنهين پُلُ، وَڃ حالُ حلاجَ جو.

"تون"، "هي"، "آءٌ" ليين، "مان" ليان "تو" سان،
"تون"، "هي"، "آءٌ" سيهين، "لا" ۾ موجودات ٿي.

بيرنگيءَ مون رنگُ، پسو جو پيدا ٿئو،
ظاهرَ ۾ پئو زَنگُ، موسيٰ ءِ فرعونَ جو.

وہ تو خود مہران ہے، جسے تو سمجھا موج،
یہ ہی ان کی اوج، چلے جو سولی کی طرف۔

باطن میں تو برکھا رت ہے، باہر نہیں ہیں بادل،
تو خود کو وہ جان کرے جو، برس کے سب جل تھل۔

جو ہے عقیدہ عام، وہ نہیں میرا عقیدہ،
وہ تو میں انسان نہیں جو، بندہ بنے کسی کا۔

مجھ سے بھول ہوئی کہ میں تھا، خود کو انساں سمجھا،
میں تو خود سائیں ہوں خود کو، خود سے ہٹ کر دیکھا۔

چھوڑ کے دوئی بندگی، آجا احدیت میں،
پالے تو پاکیزگی، گذر کے جسم و جان سے۔

خود کی جو میں سمجھا تھا ہے، وہ ہی میرا مقام،
باقی رہ گیا نام، سچو مجھ صاحب کا۔

تون جا پائين موجَ، سا مِڙيائي مهِراڻ ٿي،
هِي اُنهن جا اوجَ، جَن سنبت سوريءَ پار ڏي.

ظاهر ڪَڙُ آنءِ، مينهن توئي باطن ۾،
پاڻُ اُهو ئي يانءِ، جنهن وسي سان وَسَ ٿئي.

جي مَجن ٿا آدمِي، سي نه مجان مان،
ڪوئي آهيان آن، جو ٻانهو ڪنهِن جو نه ٿيان.

پَسي پت پُليوس، تا آءٌ آدمي آهيان،
وچان جان ويوسِ، تہ ساڳيو سائين آهيان.

ٻيائي ٻانهپ ڇڏِ، آءٌ تون اَحديتَ ۾،
لحمؤ دَمَؤن لڏِ، تا پاڪائي پاڪُ ٿِئي.

جهڙُو يانيُم پاڻَ کي، تهڙو آهيان آءٌ،
باقي رهيو نانءُ، "سچو" مون صاحِبَ جو.

میں تو ہوں اسرار، سکھی ری، تو کیا جانے بھید۔
کیچ بھی بِسرا، شہر بھنبھور سے، اب تو ہوں بیزار۔
اپنی شاہی چھوڑ کے جگ میں، آیا کرنے شکار۔
میں کاندھوں پر لاد کے لایا، اس عالم میں بار۔
صدقِ دل سے کرو اب سکھیو! اس کا تم اقرار
نا میں نوری، نا میں ناری، میں ہوں رب جبار۔
مرشد بولے عہد نہیں ہے، سچو تو سردار۔

آهيان آءُ اسرارُ جيڏيون مون کي ڪير پانيو ٿيون!
ڳڻُ نہ ڏيان ڪيڇَ ڏي، پيٽيورؤن بيزارُ.
چڏي بادشاهي پانهنجي، ڪيڙُمِ هِتِ شِڪارُ.
آيُس هِنَ عالمَ ۾، باري چاڙهي بارُ.
آٽيو صِدقَ يقين سان، اَديون ڏي اعتبارُ.
نوري ناري ناهيان، آهيان ربُ جبارُ.
مُرشِد بانهون نہ چيو تون "سچو" آهين سردارُ.

اپنی ذات چھپا کر کیوں میں، دوجی ذات بتاؤں۔
اپنی ذات کو ظاہر کر کے، خود کا بت میں ڈھاؤں۔
منصوری کی موج میں آکر، نعرۂ حق لگاؤں۔
وحدت کی وادی میں جاکر، اپنا آپ گنواؤں۔
اعلیٰ اعظم شان کی نوبت، ہر جا میں بجواؤں۔
ظاہر باطن ایک ہے میرا، ہر جا حکم چلاؤں۔
سچو سارا سچ ہے سائیں، حکمت یہ سمجھاؤں۔

پنهنجي ذاتِ لِکائي، ڪيئن ٻِي ذاتِ سڏايان!
ظاهِر ڳريان ذاتِ ڪي، تا هي ٻُتَ ٻِجايان.
منَصُوريءَ جي موجَ ۾، ٿو "اَنالحقُ" آلايان.
واديءَ ۾ وحدتَ جي گهوري سِرُ گهُمايان.
"اعليٰ اَعظم شانَ" جي نوبَتَ نِيهَن وجايان.
ظاهِرُ باطِن هِڪڙو، آءٌ تا حُڪم هلايان.
"سَچُو" سارو سَچ ٿيو، حِڪمت هِيءَ چلايان.

احوال عشق لائے، سرّہ سرّہ بلائے،
عطار شیخ جیسا، سولی پہ سر چڑھائے
کرے تیغ کا تماشہ، شہزور سر کٹائے۔
دین و کفر سے ہٹ کر، نعرۂ حق لگائے۔
وحدت کی ہی وادی میں، بہتوں نے سر کٹائے۔
سچو کو اس صفت میں، سائیں مگر بلائے۔

اَحوال عشق لائي، "سِر سِره" بُلائي.
سِسِي شيخ عطار جي، ٿو چوٽئين چَلائي.
ڏُنُوَ تماشو تيغ جو، ڪُوپَن ڪنڌ ڪپائي.
دينَ ڪُفرَ مؤن نِڪري، ٿو "اَنالحقُ" الائي.
واديءَ ۾ وحدتَ جي، ڪوڙين سِرَ گنوائي.
"سَچوءَ" کي تنهن صِفت ۾، سائين مانَ سڏائي!

نام نے حق چھپایا . . . او الا!

دل کو حیرت، یار وے، بس ایک یہ ہی ہے،
لہر نے بحر چھپایا۔

اپنے دل سے، یار رے، یہ رمز لگالے۔
ہادی نے سمجھایا۔

جسم و جان کے، یار رے، بھیس میں وہ ہے،
جو ہے چھپ کر آیا۔

رنگ و رنگ کے یار دے، طرح طرح کے،
یار سچو رنگ لایا۔

نانون حق چپايو پلو جيڏيون، وو... هوءِ، هوءِ، هوءِ!

هنيڙي کي حيرتَ، يار وي، آهي اُهائي.
لَهرِن بحَرُ لِکايو.

هِنيڙي سان لائين، يار وي، رمزِ اِهائي.
هاديءَ هيئن سمجهايو.

جان جسم جي، يار وي، ڏيئي ڏيکاري.
لِک لِکوٽي ٽي آيو.

رنگَ بيرنگَ مِ، يار وي، طرحين طرحين.
يار "سچوءَ" رنگ لايو.

ابیات اور وائیاں

(حقیقت)

اسکو نہیں تھا آنا، یہ بھی نہیں گیا،
نفی اور اثبات سے جب، دھیان دور گیا،
سچو سچ ہوا، عبدیت کی بات نہیں اب۔

اس جہانِ کثرت میں ہے، سچو سچ ہوا،
الف سے پھر تو آدم بن کر، ہلچل کی برپا،
کافر مؤمن دونوں ایک ہیں، بات نہ یہ جُھٹلا،
خلق الاشیا فہوَ عینھا' یہ ہی ہے رستہ،
مثلِ گل کِھل جا، چاہے چڑھائیں سولی پر،

چلا میں مشکل گھاٹ سے، صدقے کر کے جان،
چڑھا بڑی میں چاہ سے، موجوں پہ اس آن،
گھاٹ ہوا آسان، سچو پہنچا پاس سجن کے۔

میرے اور پریتم کے بیچ، موجین اور دریا،
کون ہے رہبر بن ہادی کے، بتلاؤ اس جا،
یار پہ سر صدقہ، کیا ہے سکھیو، سچو نے۔

هُو پي ڪيِنَ اچڻو هِي پي ڪيِنَ ويو
نَفيءَ اثبات ڪَوَن، پَري خيال چيو
"سچُو" سَچُ ٿِيو پِي پائَحپ پولي ناه ڪا.

"سَچُو" سَارو سَچُ ٿِيو، مَنجهان ڪَٽرتَ ڪُلُ،
الفُ مؤن آدم ٿِي، ڳري هنگامون هُلُ،
هنِدو مؤمِنُ سو ٿِيو، پول نہ پئي ڪَنهِين پُلُ،
"خَلَقَ الاَ شيَاَء فَهُوَ عَينُهَا" اِهو آڻ عمَلُ،
ٿِجِ گُلابي گُلُ، مَرُ مر نِئي مَنصُور جان.

اَچِي اَوَ تڙ ياءُ، گهِڙيس گهوري جنِدڙي،
چڙهِيس ڏاڍي چاهَ، مؤن، مستِي مُوجَ مٽاءُ،
تَڙَ لَهِي تِر ياءُ، شَرط لنگهي پِيَس شهَ ۾.

اسان پِريَن وِچَ ۾، وَهي ٿو دَرياهُ،
آهي ڪونہ اَسان جو هاديءَ ريءَ همراهُ،
سُپريان تؤن ساهُ، "سَچُوءَ" تان صدقي ڪيو.

یار تیرا اس پار، یاں کیوں وقت گنوائے،
قاصد، جا تو پاس سجن کے، دیر نہ کر اے یار!
دیکھ کے جلدی سے آجانا، ساجن کا دربار،
جس سے میری پریت لگی ہے، عجب ہے وہ دلدار
دکھا دے اے ستّار، صورت اب اس ساجن کی۔

میرے اور ساجن کے بیچ، بہتا ہے دریا
بپھری بپھری موجیں ہیں اور، تند و تیز ہوا
ساجن، اب تو آ، سن کر آہیں عاشق کی۔

میرے اور ساجن کے بیچ، دریا ہے جل تھل،
کیسا شور بھنور کا ہے اور، موجیں ہیں بیکل،
ساجن یاد ہو ہر پل، وہ ڈرتے کب ہیں دریا سے۔

آنا ہے تو آ اے ساجن، مار رہی ہے جدائی،
عشق نے آگ لگائی، سچو کے سینے میں سائیں۔

پِرين مُنهنجا پَارَ تون ڪيئَن هِت ويلا ڳرين؟
قاصِد قَريبن ڏي، دوڙُ تو درڪار،
ڏِسي ورج سِگهڙو، دوساڻِي دَربار،
لڳي اَڻَ لَونءَ جِي، عجيبين سان عَارِ،
ڏاترَ مُون ڏيڪارِ، صورتَ سانگِيئڙَن جي.

اَسان پِريَن وِچَ ۾، دور وهي دَرياءُ،
چوليُن چڙان ٿِي ڪري، پِيو وِڇُڻي واءُ،
سُٽِي آهان آءُ، مِيان هِڙَ مُشتاقَ جون.

اسان پرين وچَ ۾، جَرُ وهي جاري،
هِڪُ ڳڙڪو ڪُنَن جو پوي، ٻيو وِيريُون ڏي واري،
هُت ساجنَ جي سارِي، سا دَهلي ڪيِنَ دَرياءَ ڪؤن.

جي اَچين تا اَچُ، نَه تَه ٻُورَن پَچاڙيو
محبتَ باريُو مَچُ، سِيني مَنجهه "سچَوءَ" جي.

چشموں کی چمکار، لوٹ کے لے گئی دل کو،
بیٹھ کے اب تو راہوں میں، میں روؤں زار قطار،
آ لنکے آنگن یار، جن کے من میں آس ہے تیری۔

چپ سادھوں تو مشرک گر میں، بولوں تو کافر،
بھید ہے اس کے اندر، سمجھے کوئی بات سچو کی۔

تھمتی کب ہے آنکھوں سے، اشکوں کی برسات،
بہتی ہیں دن رات، ساون رت ہے آنکھوں میں۔

اُمڈ کے آئے بادل، میری ان آنکھوں میں،
نیر بہائیں ہر پل، نینن میں تو ساون رت ہے۔

چشمَن جِيءَ چَمڪارَ ساهُ مُنهنجو سوگهو ڪيو،
ويــهــي واتَــڙيُــن تــي، رُئــان زارو زار،
هــوت اَچِــج هــيــڪــار، اَڳُــٽ آســر ونــد جــي.

ماڻ ڪريان تان مُشرڪ ٿيان، ڪُچان تان ڪافِر،
اِنهيءَ وائيءَ وَرُ ڪو سَمجهي "سچيڏنو" چوي.

روئَــٽ ڪــان نــه رهــن، آيَــل اِهــي اَڪِــيــوُن،
سيــڪــنــهــن ويــل وَهَــنِ، اَڻِــن اَڻــر اوهــيِــرن جــا.

بــادلَ وارا بــارَ چشــمَــن تــي چــڙهــيــا،
رُئــن زارو زار، اَڻــنِ اَڻــر اوهــيــرن جــا.

جنہیں حسن مارے، وہ سولی پہ وارے، اسی غم نے مارے،
ہزاروں ہزار۔

یون مستی جو چھائی، سمجھ پھر تو آئی، ہر ایک بات بھائی،
چلے شہسوار۔

وہ موجوں پہ چڑھ کر، نہ لہروں سے ڈر کر، ان الحق کہہ کر،
رہے درخمار

کمر جب کیس وہ، نہ پیچھے ہٹیں وہ، مریں اور کٹیں وہ،
چکائیں ادھار۔

یہ مُلا یہ قاضی، بنائی کیا بازی، انہی میں سے غازی،
بنے شہسوار۔

تُنهنجي حُسن ماريا،سوريءَ سي سنيياريا، اِنهيءَ ڳالهه ڪاريا،
هـــزاريـــن هـــزارَا

جنهِين موج آئي، تَنهين سُڌِ سَيائِي، ڪيهي ڳالهه ڪائي،
لنگهايا شهسوار.

جن موجن چڙهيا سي، لهرن لُڙهياسي، "اَنَاالحق" پڙهياسي،
ڪِنيا هِن خُمار.

ڪَمر جا بَڌائون، وري نا ڇوڙيائون، نَئِي سِر ڏنائون،
لاڙائـــون مَـيـــارَا

مُلا سو قاضي، ڪڙي ڪيائون بازي، منجهن گوءَ غازي،
ڪڙا ها جونجهار.

یہ نعرہ لگایا، ان الحق الایا، یہ سر دے دکھایا،
چھٹے سب غبار۔

نگر میں ڈگر میں، ملائک بشر میں شجر میں حجر میں،
پڑی ہے پکار۔

یقیں جن کو آیا، سلہ سولی پایا، نشہ ایسا چھایا،
مرے در قطار۔

سچو عشق آکر، تجھے دکھ عطا کر، من و ما مٹاکر،
لائیگا بہار۔

هِي نعرو هنيائون، "اَناالحقُ" پڙهيائون، نَئي سِر سَليائون،
تيا گُم غُبار.

مُلڪان مُلڪ ۾، مَلڪَ ۽ فَاڪَ ۾، سُٽو سپ خلقَ ۾،
پَئي هيءِ پچارَ.

اِها اعتباري، سوري جَن سواري، عجب خوش خُماري،
ڪُنن جي قَطارَ.

"سَچُو" عشق ايندي ئي، اچي ڏاڙ يندي ئي، "من و ما" نيندي ئي،
ڪندئي گُل بهار.

محبوب ہے میرے من میں، معشوق ہے میرے من میں!
تو بازار میں بلبل ڈھونڈے، وہ ہے باغ بدن میں۔
دل میں رکھ کر دوئی ڈھونڈے، کہاں وہ دشت و بن میں۔
چھپ کر ہر چہرے میں دیکھے، تیرا چاند چمن میں۔
مرشد کامل یار سجن وہ، آیا خود آنگن میں۔
فیض "فارقی" "فائق بخشے، فہمائے اس فن میں۔

محبوبُ منو آهي مَنَ ۾، معشوقُ منو آهي مَنَ ۾!
بيفائِدو بازار گهُمين چو اٿئي بُلبُل باغ بَدنَ ۾،
بيائيءَ سان ٿو باهر ڳولين، نہ ٿَئي بَرَ بَحرَ ۾ بنَ ۾،
چهرا چوريءَ چليو ڏسين چو اٿئي سو چاند چَمَنَ ۾،
مُرشدڪامل سانولُ سڪرين، آيو صاف صحتن ۾،
فيض "فاروقي" فائِق بَخشيو فهمائي هِنَ فَنَ ۾.

کہہ سوداگر یار، تو کوں سے دیس سے آیا ہے۔
عرش سے چل کر فرش پہ آئے، قدم قدم مہکار۔
وہاں سے چل کر، یہاں پہ آیا، اشک پرو کر ھار۔
کیا کیا تونے روپ سجائے، کیا کیا ہار سنگھار۔
سنو رے سچو، شوق نے ہم کو، بخشے روپ ہزار

سَل سوداگرَ يارَ ڏي مِيان، ڪهڙي ديسؤن آئين.
ظاهِر ٿِئين ٿُون وو اَچي زمينَ تي، ڪٿِي ڪَٽوريءَ بارَ.
هلي اُتهُون وو اَچي اِتاهِين، هَٽجن سو پُو تَئي هارَ،
طرحين طرحين وو اَچي ڪيَئي، هِت، صورتَ جا سينگار،
شاهه آهين وو يا تہ گُماشتو، لايئي گَڏ قَطارَ،
اَچي پياسي وو سُٹ "سچو" ڏي، شوقؤن مَنجهہ شُمارَ.

سسئی

کیچ سے آیا قافلہ، اور آن کے پوچھا میرا،
پوچھ کے مجھ ادنیٰ کا سکیھو! کیسا کرم کیا۔

کیچ سے آیا قافلہ، آن ہوا مہمان،
سچل، سب کا رہبر تھا وہ، آریانی گنوان،
رب کا تھا احسان، مجھ پر کرم ہوا تھا۔

آیا کیچ سے قافلہ، مشک کے تھے انبار
مہکا شہر بھنبھور تھا سارا، ہر سُو تھی مہکار۔

آیا کیچ سے قافلہ، بڑی حسین تھی رات،
مہکا شہر بھنبھور تھا سارا، جتوں کی اعلیٰ ذات۔

ڪيڇؤن آيو قافلو مون ڳر پُڇيائون،
ڳرم ڪيائون، هُن مون نِماڻيءَ تي.

ڪيڇؤن اچي قافلو مون وٽ ٿيو مِهمان،
"سچل" ساري سات جو هو آرياڻي اڳوان،
مولئ مهربان، نِڌر نماڻيءَ تي ٿيو.

ڪيڇؤن آيو قافلو، ڪٽي ڪٿوريءَ بار،
هر ڳنهن هَٽڏ هُبڪارَ" ڪيئين سارو شهر پنيور جو.

ڪيڇؤن آيو قافلو روءِ موچاريءَ رات،
سنديءَ جَتَن جاتِ، واسيو شهر پنيور ڪي.

آیا کیچ سے قافلہ، عطر و عنبر لایا،
سب کو مہکایا، آن کے شہر بھنبھور میں۔

لاد گیا وہ قافلہ، دے گیا کیا کیا دکھ،
جو ساجن کے قرب میں پائے، یاد ہیں سارے سکھ۔

لاد گیا وہ قافلہ، بھیگ چلی جب رات،
دیکھوں میں اکبار سجن کو، جس کی اعلیٰ ذات۔

لاد گیا وہ قافلہ، رہی مجھ کو خبر کہاں،
کیا کیا زخم فراق کے ہیں اس دل میں اے جاناں!

لاد گیا وہ قافلہ، کرے اب کیا دکھیارن،
دکھڑے ہیں پر دیس میں، تیرے ہجر کے ساجن۔

ڪيڇؤن آيو قافلو ڪٽي عطرُ عنبيرَ،
تنهين سرهائيءَ تاثيرَ، ڪيو ساري شهر پنور ڪي.

ويم نڪري قافلو ڏاڍو ڏيئي ڏُک،
وينِي ساريان سُک، جو هيڪندھيس هُوت سان.

ويم نڪري قافلو اَديون آڏيءَ رات،
باروچاٽي ذات، ڏسان شال اَکين سان.

ويم نڪري قافلو ڪائي نہ پئي ڳَلَ،
سينِي اَندر سَلّ، اَڻم آريءَ ڇام جا.

ويم نڪري قافلو هاڻيڪيئن ڪريان؟
ويئي ڏُک ڏريان، پرينءِ ريءَ پرڏيهہ ۾.

اے ناداں، تو تان کے سوئی، لاد گیا وہ ساجن،
کب یہ جان سکی کہ اب تو، بھٹکو نگی بن بن،
سنگ اگر ہو ساجن، تو سکھ سے جیون گذاروں۔

ٹوٹا نیند خمار، ساجن لاد گیا تھا،
دیکھ کے خالی آنگن آنکھیں، روئیں زار قطار،
اب تو موڑ مہار، تو آ دکھیا کے آنگن۔

وہی ہے گھر کا آنگن، پر نہیں ساجن یاں،
دیکر زخم فراق کے، چھوڑ گیا ہے ساجن،
اب یہ دکھیارن، روتی ہے ان راہوں میں۔

لاکھوں بار اس ساجن پر میں، جان کروں قربان،
سَر صدقے سُو بار کروں گر، آن کے ہو مہمان،
تیرے بِن گنوان، جوبن یونہی بیت رہا ہے۔

وَيُــم لالــنُ لــوءِ، هِــيءَ اَٽــاسِــي نــنــڊ ۾،
پُــلــيءَ هــيــئــن نــه يــانــئــيــو پــيــو پــروڙُ پــوءِ،
هــوتُ وَڻِــم جــي هــوءِ، تــا سُــک گُــذاريــون ڏيــنــهــڙا.

جان جــان ٽيــڙسِ جــاڳ، تــان ســاڻَ سَــويــلــو لَــڏيــو،
اَرتــو اوتــي اَکــيــون، مــوتــيــون ڏِــســي مــاڳ،
وَرُ وَرائــي واڳَ، مــانَ نــمــاڻــيءَ جــي نِــجــهُــري.

اَڳُڻ ساڳي اوءِ، پَرَ کــيــچــن کــي کــاڻــون لــهــان؟
ڏيــئــي قَــتَ فِــراق جــا، پــورهــيــتَ چــڏيــون پــوءِ،
هــاڻــي راهُــن مــٿــي روءِ، ســڏُ کــريــنــدي ســاڻ کــي.

کــوڙيــن قــربــانــي، ٽــيــان هــوت پــنــهــونءَ تــان،
ســاهــه سِــري صــدقــي کــريــان، ســنــدن مــهــمــانــي،
هــي جــويــن جــوانــي، ٽــي اَجــائــي گــذري.

بھٹک رہی ہوں، دشت و جبل میں، تیرے کارن ہوت،
لب پر آہ و بکا رہیگی، آئے نہ جب تک موت۔

دشت و جبل میں چلا نہ جائے، مجھ پر مہر تو کر،
دشت میں آکر دکھیارن کی، لے تو خیر خبر۔

دشت میں پل بھی چلا نہ جائے، اس پل آ اے ساجن،
مشکل دشت و جبل کی راہیں، میں عاجز دکھیارن۔

راہ دکھا ان ویرانوں میں، منزل بہت ہے دور،
چلا نہ جائے صحرا میں یہ، دکھیا ہے مجبور۔

اپنے اس آریانی کی بے مول بنی ہوں باندی،
جو بھی دکھڑے دیئے سجن نے، ان سے بھر لی جھولی،
کیا میری بات چلی، اس ساجن کی محفل میں۔

هيءِ هيءِ ڪارڻ هوت، ڏونگر ڏورڻ آئيا،
ميان تائين موتَ، ووءِ ووءِ تان نہ وساريان.

ٻاجهہ ٻاروچا ڪر، مون ڏَرُ ٽيليو نہ ٽئي،
ويچاريءَ جي ور، ڪر بلوچا بَئبان ۾.

هن دم آري آءُ، ناهيم حال هلڻ جو،
مون نماڻيءَ کانءُ، هي ٽر ٽيليو نہ ٽئي.

ڏيهُہ سندو ٽيو ڏور، رهبر ٽيءُ رُڇن ۾،
مون ويچاريءَ مُور، هي ٽر ٽيليو نہ ٽئي.

ريءَ ڪر تنهن گولي، آهيان آرياڻيءَ جي،
جو نائون ڏِيل کي، سو جهليم ۾ جهولي،
هُن ٻانهيءَ جي ٻولي، ڪا ٻُڌيو ٻاروچن ۾؟

خبر تو دو اس ساجن کی وہ، کرتی ہے یہ سوال،
جہاں تھا چھوڑا وہاں سے لوٹے، اسکی نہیں مجال،
آریانی کے ہجر میں وہ تو، دکھ سے ہے بے حال،
پوچھے تھے احوال ، ساجن نے اس دکھیا کے؟

وہ دن بھی کیا اچھے تھے جو، یار کے غم میں گذرے،
ہر پل اور ہر ساعت ساجن، مجھ کو یاد رہے،
میں نے یار سہے، دکھ تھوڑی نیند کے کارن۔

دکھ میں پائے ہیں سکھ، میں نے کیا کیا سکھیو،
سہتے سہتے دکھ، میں نے اس ساجن کو پایا۔

سستے ہیں وہ سکھ، جو جگ نے کیئے ہیں حاصل،
وہ انمول ہیں دکھ، جو ملے ہیں عشق کے ماروں کو۔

ڪري ساڻ سوال، تہ ڪيڇن جي ڪا ڳل ڏيو،
جا ڇڏيائون ڇَپرين، موٽ تنهن مجال،
هي هي آرياڻيءَ ريءَ، هيڻا ٿيڻم حال،
سندي هِن سنيال، ڪا هئي هوتياڻِن ۾؟

گونڊر گذاريام، سي تان پلا ڏينهڻا،
سيڪنهن ساعت سپرين، ٿي صحي ساريام،
هي ڪشالا ڪاريام، ساعت هڪ سمهڻ جي.

ڏکن منجهان سُک، مُون تا لڏا جيڏيون،
ڏوريندي کي ڏُک، سُونهان ٿيڻا سڃاڻان.

هَنِ سَهانگا سُک، جي ساري عالم آئيا،
ڏور مهانگا ڏُک، جي ورتا وِرهه ورائين.

دکھ سے آپ بچائیں جن کو، سکھ ہی سکھ ہیں حاصل،
میں نے سب کچھ وار دیا تھا، ہجر میں دل ہو گھائل۔

جس دکھ سے ساجن کو جانا، کیوں وہ دکھ دوں وار،
دکھ اور سکھ کو تول کے دیکھا، دکھ تھا بھاری یار۔

دکھ میں جن کا جیون بیتے، لوگ کہاں وہ پاؤں،
جو ہیں دکھ کے مارے ان کے، سنگ اک رات بتاؤں۔

ایسے لوگ کہاں ہیں جن کا، دکھ میں بیتے جیون،
جن کو دل کا حال بتائے، جاکر یہ دکھیارن۔

درد میں جن کا جیون بیتے، وہ ہیں درد کے جویا،
پو پھٹی تو ان پر ٹپکی، شبنم قطرہ قطرہ۔

سينڌيون جي سُکن، تنهين گوندر گهوريا،
ڏنم ڪاڻ ڏُکن، هي سِرُ سارو سَٽِ ۾.

گوندر ڪيئن گهوريان، جنهن ڪيس سينڌي سڃڻن،
جان تِڪ پئي توريان، تان ڏک موچارا سُک ڪَوَن.

گُوندر جن گذاريو ڪاڏَوَن سي لهان؟
هڪڙي رات رهان، وڃي وِرهَه وارئين.

گوندر جن گُذاريو ڪاڏَوَن لهان سي؟
حال پنهنجو هي، وڃي ڏَسيان ڏَکَن وارئين.

گوندر جن گُذاريو سُور پڃن سي ئي،
پِرهَه جِي پيئِي، تَنين مَٽي ماڙي.

درد میں جن کا جیون بیتے، جاؤں میں ان کے آنگن،
دردِ عشق کی خوشبو سے پھر، مہکے یہ دکھیارن۔

عشق یار کا بار گراں یہ، میرے لیئے ہے راحت،
سنگ سجن کے بیتی ہیں جو، یاد ہے ہر اک ساعت۔

عشقِ یار کا بار گراں تو، سارا ہی ہے نور،
رات ہو چاہے دن، ہے ہر پل ساجن کا مذکور،
جانا اب ہے ضرور، مجھ کو کیچ کی جانب۔

عشق یار کا بار گراں ہے، سیاہی میں اُجیارا،
وہ ساتھی کب چھوڑیگا اس، دشت و جبل میں تنہا۔

گونڊر جن گُذاريو آءُ پکي تن پيهِي،
وٽانئُن ويهي، ونان واسُ وِرهه جو.

باري بِرهه بلوچ جو رڳوئِي راحت،
ساريان سا ساعت، جا هيڪَڊَ هُيَس هوت سان.

باري برهه بلوچ جو آهِه نسورو نورُ،
راتو ڏينهان روح ۾ مُحبَن جو مذڪور،
وڃڻ آهه ضرور، ڪا ڪِيون ڪيڇڻ ڏي.

باري برهه بلوچ جو اونداهيءَ اوجَرُ،
ساڻي آهه سَيَر، سونه ڇڏيندو ڇپرين.

چڑھ کر کوہ و جبل پر میں نے، اسکو دی جو صدا،
یوں بنتے تھے آنسو جیسے، ساون رُت برکھا،
کہے سچیڑنو کہ یار نے، سن لی آہ و بکا،
یار سے وصل ہوا، تو درد و غم سب ختم ہوئے۔

پنہل پنہل کہتی ہوں میں جب جبکہ آپ ہوں پنہل،
میں تو تھی ناداں کہ مجھ کو تھی کب اپنی کل۔

خود کو پرکھا تو یہ جانا، میں ہی آپ پنہل ہوں،
ہر سو توہی تو ہے ساجن، کون سی راہ میں لوں۔

ڪوهِ چڑهي ڪوهيارلَ، ڪي، ڪا جا ڪُوڪ ڪيام،
ڳوڙها جي ڳلن تؤن، ڳڙَن جيئن ڳاريام،
اِهي سڏڙا "سچيڏنو" چوي، باروچَلَ ٻُڏام،
گوندرَ غَمَ ويامِ جڏهن ٿيس هيڪاندي هوت سان.

ٻُنهون ٻُنهون ٿي ڪران، آءٌ ٻڌ ٻنهون ٻاڌ،
اَديُون ٿِيس اَجاڌ، جو ڪين پروڙيم ٻاڌ ڪي.

جان پروڙيم ٻاڌ ڪي، تا آءٌ ٻنهون آهيان،
ڪنهين طرف ڪاهيان، جو طرَفُ مڙئي "تُم" ٿيا.

آ آنگن میں میرے، تجھے صاحب یاد میں کرتی ہوں۔

اکبار وندر کے پیڑوں میں آکر، مل تو کوہیارے۔
تیری راہ میں تکتی ہوں۔

کبھی تو اس دکھیا کو ساجن، کوئی دلاسہ دے۔
ہر پل یاد میں کرتی ہوں۔

گلے میں ڈال کے پلو اپنا، ہجر میں ہیں روتے۔
صحرا کو یار رُلاتی ہوں۔

کبھی تو آئے پاس تو میرے اور، عیب میرے ڈھانپے،
اب تو نیر بہاتی ہوں۔

آءُ اڳُ منهنجي آري، توکي صاحب ساريان ٿي!

وندر جي نِي وٽن ۾، ميان آلا، هوتَ مِلِج هڪ واري،
توکي گهٽُ نهاريان ٿي.

پرين وَڻَوَن، وو، پانهنجي، ميان الا، دوست ڏيو دلداري،
سارو ڏينهن سنيهاريان ٿي.

دوست اوهان جي، وو، درد سان، ميان الا، ڳچيءَ پائي ڳاري،
سارو روهه رئاريان ٿي.

ڪڏهن ايندين، وو، تون پرين، ميان الا، "سچو" ڪج ستاري،
هٿ هنجون ني هاريان ٿي.

دل کی لگی کا کوئی، درماں نہیں ہے پیارے۔

عشق کی راہیں روشن راہیں جن سے آئیں درد کی لپیٹیں،
ہر پل روئیں عشق کے مارے۔

عاشق روئیں اور کراہیں، پل پل انکے لب پر آہیں،
عشق تو زار قطار رُلائے۔

میں باندی ہوں تو ہے آقا، گلے میں اپنے پلو ڈالا،
قول دے مجھ کو تو متوارے۔

جو بھی باتیں تو نے کی ہیں، مجھ کو ساری یاد رہی ہیں،
پل پل تیری یاد ہے پیارے۔

سچو! دل تُو چھوڑ نہ واللہ، تیرا ساجن لایا اللہ،
کر تو لاڈ سجن سے سارے۔

لڳيءَ دل جو دارون، ناهه ڪو ڊولڙ پيارا!

عشق جون واتان، ٻَرن لاتان، تنهن مَؤن نڪرن درد جون ڇاتان،
پوءِ ٿيون پون هي پيچارا.

عاشق ٿا ڪن درد جون دانهان، عشق منجهارؤن اِها آهان.
رُئن اُهي زارو زار.

آءٌ تان ٻانهي، تون تان سائين، پاندُ ڳچيءَ وچ پاؤ پائِين،
اچڙ جا ڪر قُول قرار.

ڳالهيون مون سان توجي ڪيون، مور نہ مون کي وسري سي ويون،
دم دم تنهنجي ياد آ يارا.

"سچو" تون تان تِيءُ نہ ماندو پرين تنهنجو الله آندو،
سَجَڙ سان ڪر الغارا.

نوری

میں ہوں مچھیرن ادنیٰ اور تو، سمہ ہے سردار،
تیری شفقت مہر، کب ہے کوئی شمار
بستی کے کوئی پاس نہ گذرے، گھر ہیں بدبودار،
تو ہے یار مدار، بدبودار مچھیرن کا۔

میں ہوں مچھیرن ادنیٰ اور تو، سب کا سائیں سمہ،
جس نے دامن تھام لیا ہے، اس کی لاج تو رکھنا۔

تو ہے کینجھر جھیل کا سمہ، ادنیٰ میں ہوں مہانی،
مجھ ادنیٰ کی پریت اے سائیں، تو نے ہے پہچانی،
مچھلیوں کے چھاج سروں پر، میری یہ ہے کہانی،
تیرا کرم ہوا تو ہوگئی، ہر رانی کی رانی،
بدبودار مہانی، میلی میری صورت ہے۔

تون سَمو سردار، آءٌ ميئي مهاڻي آهيان،
تنهنجيءَ شفقت مِهر جو، آهي ڪونہ شُمارُ،
گنديءَ گاندر گهر کان، ڪيو ساري عالم عارُ،
مٽي تنهن مَدارُ، تو ساريءَ ڪينجهر رکيو.

تون سمو سائين، آءٌ ميئي مُهاڻي آهيان،
مون لَڄ رهائين، جو پَلي لڳيس تانهنجي.

آءٌ ميئي مُهاڻِي، تون سَمو ساري سَر جو،
قرب منهنجو ڪهڙو، جاڻيو ٿو جاڻي،
ڪاري سر ڪنيم ٿي، ڇڇيءَ ڪِکيءَ هاڻي،
راجا تنهنجي راز سان، ٿيس راڻِن جي راڻِي،
تو سما سِيباڻي، نہ تہ هيُس بيهودي بچڑي.

سمہ تو سلطان ہے، میلی میں ہوں مچھیرن،
کسی کی مجھ کو کیا پروا کہ، مہر تیری ہے ساجن۔

سمہ تو سرتاج، میں میلی مچھیرن ہوں،
لطف سے تونے پوری کر دی، سب کی ضرورت آج،
کینجھر جھیل کے سارے باسی، میرے ہیں محتاج،
تونے رکھ لی لاج، کسی کی مجھ کو کیا پروا ہے۔

میں میلی مچھیرن ہوں اور تو ہے سائیں سمہ جام،
کینجھر کے ہر باسی نے، پایا ہے آرام۔

تیرا دامن تھام لیا ہے، میں بھولی نادان،
جام نے جال اٹھایا اور ہے، لیا مجھے پہچان۔

تونے مجھ کو اپنایا اب، تو ہی رکھنا لاج،
بھرم تو اپنے پیار کا اب، رکھنا اے سرتاج۔

تون سمو سُلطان، آءٌ ميئي مُهاڻي آهيان،
تون مون ڏانهُن مِهربانُ، مون کيهي کاڻ ڪُڙم جي.

تون سمو سرتاجُ، آءٌ ميئي مُهاڻي آهيان،
لاڏئي پنهنجي لُطف سان، اسان کوڻ اَحتياجُ،
ڪينجهر سارو تو ڪيو، مون ميي سندو محتاجُ،
تنهنجو مون ڏانهن راج، مون کيهي کاڻ ڪُڙم جي.

تون تماچي جامُ، آءٌ ميئي مُهاڻي آهيان،
ڏنو تو رامُ ڪينجهر بِن ڪنڌيُن کي.

پَلئي لڳي آهيان، آهيان ايڏي،
سَمي سُجاڻِي، جارو جامَ ڪُلهي ڪنيو.

پلئَ مون پاتوءِ، تون راجا لَڄَ رهائين،
سَما سُجاتوءِ، ڪامل پنهنجي قُرب کي.

کہاں برابر مچھلی کے ہیں، ہیرے، موتی لعل،
میری خاطر کاندھوں پر ہے، جام نے ڈالا جال۔

ہرگز دوں نہ مچھلی گر ہو، ہیروں کی بہتات،
جام نے جال اٹھایا گو ہے، ادنیٰ میری ذات۔

کہاں برابر مچھلی کے ہیں، ہیرے اور جواہر،
جام کو ہے پہچان کہ جس کے، جال ہے کاندھے پر۔

ہرگز نہ دوں ہیروں میں، مچھلی کو میں تول،
دُگنا تِگنا بھی مل جائے، پھر بھی لوں نہ مول،
میں صدقے تیرے ڈھول! کہ میری خاطر جال اٹھایا۔

مَکَ برابر نہ ڏيان، توري پَرين موتئين ماڻ،
جو مون ڪميٽيءَ ڪاڻِ، ڄارو ڄام ڪُلهي ڪنيو.

مَکَ موتين تي نہ ڏيان، توڙي هُئن پاتون پات،
ڪوڇِهي مان ڳم ذاتِ، پَر ڄارو ڄامَ ڪُلهي ڪنيو.

مَکَ برابر نہ ڪريان، ماڻِکَ موتنِ ساڻُ،
سَمو ڄام سُجاڻُ، جنهن ڄارو ڄام ڪُلهي ڪيو.

تارازيءَ جي تُوري، مَکَ موتِن تي نہ ڏيان،
ٻيٽا ٽيٽا نہ ونان، ٽوري نہ ٽوري،
گهوري آءٌ گهوري، جو ڄارو ڄام ڪُلهي ڪنيو.

مارئی

جن کو دیکھے دن بیتے وہ، یاد آئے چرواہے،
دشت کو روند کے 'پانور' میں جا، سب نے ڈیرے ڈالے،
کھٹیا ڈال کے بیٹھے ہونگے، خوش خوش میکے والے،
دور دیس سدھارے، ہر سانس میں جن کی یاد بسی ہے۔

ان کے ہاں سے آجا تا تھا، کبھی کوئی پیغام،
لیکن اب وہ لاد گئے ہیں، کیا ہے دور قیام،
اب نہ کوئی قاصد نہ ہی، آیا کوئی سلام،
ملیر میں تھے مدام، کس کارن وہ لاد گئے ہیں۔

کل کی بات ہے ان کے سنگ میں رہی ملیر میں شاد،
وہ دن سارے خواب ہوئے ہیں، اب تو ہوں ناشاد،
دور کہیں پر کھٹیا ڈال کے، ہوگئے ہیں آباد،
پل پل جن کی یاد، کس کارن وہ لاد گئے ہیں۔

ساريَم اڄُ سنگهارَ جن ڏني مون ڏينهن ٽيا،
سي لَکَ لنگهي پيهِي ويا، پانورَ منجهه پَنهوار،
هَٽِي وينا پَکڑا، هُت سُکِ ٽي اَجَڑوارَ،
جن جي ساهه سنيارَ سي اَڄُ پَٽهوارَ پَري ٽيا.

پَنهوارن پيغامَ جيڪرَ مُکا تڏهين،
پَر مون کان اَڄ پري ٽيا، ويڑهيچا وريامَ،
تيلهان مون ڏي نه آيا، ڏنهن سنگهارَن سلامَ،
هڻا مليرِ مُدامَ، پر ڪو سانگِن اَچي سانگُ پيو.

اَجا ڪالهُون ڪالهَه، هُيس مارن گڏ مليرِ،
سي ڏينهن وِيڑا گذري، جَڙُ منجهه خوابَ خيالَ"
اڄ پرئين ڪنڈئين پکڑا، جوڙي وينا جالَ،
جن جي ساهَه سنيل، سي اڄ پنهوارَ پري ٽيا.

دور دیس کو لاد گئے ہیں، کس سے کروں گلہ،
پل پل مارئی مرتی ہے یاں، چرواہوں کے سوا،
قبر میری بنوا، اپنوں کے ہی بیچ میں۔

جب سے لاد گئے ہیں تب سے، میں تو ہوں ناشاد،
کب سمجھی تھی جائینگے وہ، دور دیس کو لاد،
ہوگئے واں آباد، جو تھے میرے سہارے سائیں۔

سب نے جا پردیس بسایا، کوئی تو ہوگا کارن،
'پانور' کے ہی قریب کہیں پر، جاکر بنائے مسکن،
دور بسے ہیں ساجن، کیسے شکایت میں کروں؟

دیس ملیر میں اس ساجن کی، میں تو بنی تھی دلہن،
یہاں کے سکھ میں ٹھکراتی ہوں، ہیرے، ہار اور کنگن۔

اپنے دیس ملیر کو میں تو، کہاں سکی بسرا،
اللہ کارن عمر! مجھے تو، دیس میرے پہنچا
بن مارو ہر جا، لگتا ہے پردیس ہی۔

ٹيا پنوارَ پري، آءٌ ڪنِ ڪي ڏوراپا ڏيان؟
اُنهن ٻاجهوُن مارُئي، ٽي مِيان هِت مَري،
نئين ڦَبَر ڪري، ڪو اوڏي اباڻن ڪي.

جي پيگَن پوءِ پيامِ سي تا ڏکيا ڏينهڙا،
هِيئن نہ پائڻُ ڪا هُم، تا ڪي هيئن ڪندامِ،
پَرَ وڃي ٽر ٽيام، سي سُڌ لهندڙ سومرا!

پري ڏينهن پيانِ، جيڪُس سانگِن ڪو سانگُ پيو،
پڪا پانورَ ڪندئين، ٽروُن ڏور ٽيان،
هوند ڏوراپا ڏيان، پَرَ پنهوار پري ٽيا.

عمر اَباڻن ۾، لڏم لائون لالڙئين،
ڪُهِ موتِي مالهڙئين هارَ گهوريا هِن حالَ تون.

جو ڏاڏاڻو ڏيهُ، مُونهوُن مور نہ وسري،
سو ڏاتَرَ لَئہ ڏيڪار مُون، سومرا ساڻيهُ،
ريءَ پنهوارن پَرڏيهُ، هِيءُ مِڙيوئِي پائيان.

مہکتے مہکتے پیڑ وطن کے، کبھی نہیں بسرائے،
وہ دن کب میں بھول سکی جو، اپنوں سنگ بِتائے،
آج وہ میکے والے مجھ کو، پھر سے یاد ہیں آئے،
میں نے کاگ اڑائے، شاید لے آئیں سندیسہ۔

دیس ملیر میں کیا تھی اوریاں، کیا میں بن کر آئی،
پڑ گیا فرق فراق سے اور، آیا دورِ جدائی۔

کس جا سے کس جا آئی ہوں، عمر! دیکھ ذرا،
اُس جا سے اس جا پر آکر، میں نے دکھ پایا،
دور فراق کا آیا، آنکھوں سے اب اشک رواں ہیں۔

جنم لیا تو تب دے دیتا، کوئی زہر کا پیالہ،
جب جوبن کے دن آئے تو، پڑا دکھوں سے پالہ۔

اب تک نہیں ہیں آئے، میرے وہ چرواہے،
دن ہیں بہت لگائے، پانور میں چرواہوں نے۔

وَس نہ وساريامِ سُرها وَڃَ ساڻيہَ جا،
اُهي هيڪنَد ڏينهڙا، ٿي گذجي گذاريامِ،
ياد ڪيون سي ڪيترو سانگِي سنياريامِ،
اوڏنهن اُڏاريام، گل لَهَڻ لئہ ڪانگڙا.

هُيس ڪير مليرِ مِ، هِت ٿِي آيَس ڪير؟
جيڪُس پيڙمَ پيرَ، فقط لَڳ فِراقَ جي.

ڪاٿي آءٌ هُياس، ڪاٿي آيس سومرا؟
هُتان هلِي هِتِ اَچي، پورَن منجهہ پياس،
هنجن هابُ ڪياس، وڇوڙي جي ڏينهڙي.

جڏهن آءٌ جاياسِ، ڪنهن وٽِي وِهہ جي نہ ڏني!
جڏهن سامياسِ، تڏهن آيس اوراڻن مِ.

اجا نہ آيا، سنگهارا ساڻيهہ جا،
ڏينهن جهَجها لايا، پانورَ پنهوارن پاڻ مِ.

دور کبھی نہ جائیں، رہیں پاس سدا،
جلدی لوٹ کے آئیں مارو، پوچھیں حال ذرا،
جیئرا ترس رہا، اشک رواں ہیں آنکھوں سے۔

پاس رہیں وہ اپنے میرے، کبھی نہ جائیں دور،
بن انکے کب جی پائیگی، یہ دکھیا مجبور۔

کاش کہ لوٹ کے آئیں، مارو دیس ملیر میں،
باتیں ان کے آنے کی، آن کے لوگ سنائیں،
سارے دکھ ہٹ جائیں، سدا کا سکھ ہی سکھ ہو۔

کیا بتلاؤں کیسے ہیں وہ صحرائی چرواہی،
مل بیٹھیں، جب ریت پہ ہر اک، بات یہی بتلائے،
"کاش کہ صحرا کی دوشیزہ، اب تو لوٹ کے آئے"
آس میں ملنے کی میرے، منوا چین نہ پائے،
ان کی یاد ستائے، مجھے بھی ان کی ہی طرح۔

وڃن تامَ پري، شل اَباڻن اوڏي هُئان!
جو سُڌِ لَهَن مون سگهڙي، ذري منجهه ذري،
اکيون آب پَري، ٿي ويجهائيءَ لئه وُجهلان.

شال نه رهن ڏور، هُئن اَباڻا اوڏڙا!
ميان تَن ريءَ مورِ مون هِت جالڙُ نه ئي.

موتي شال اَڇن، ماروئڙا ته ملير ۾!
اَڇڙ سندي تا ان جي، گَرَ پوي مون ڪن،
تا سپيئي سُک ٿين، گوندرَ وڃن گُذري.

ريگستاني راجَ جي، آءٌ ڳالهه ڪريان ڪِهي!
گَڙ پچارون پاڙ ۾، سي واريءَ تي ويهي،
ته "اينديِ ماروئين مارئي، شل پَکن ۾ پيهي"
اُڪنڊَ مون ميلاپ جي، آهه جهانگن کي جيهي،
منهنجي تَن تيهِي، آهي سِڪ سنگهارن جي.

جن کو میری یاد ہے ان کو، کرتی ہوں میں یاد،
سن لے تو فریاد، تو ان سے جاکر میں ملوں۔

یاد آئے تب اپنے مجھ کو، برسی جب برکھا،
قید کے دن ختم ہوئے اور دوَر وہ گذر گیا،
ان کے پاس مرے جانے کا، اب ہے سبب ہوا،
مولا نے ہے ملایا، وہ جو مجھ سے دور ہوئے تھے۔

دیس ملیر میں مارو آئے، یا تھا یہ اک خواب،
ان سے ملن ہوا کہ جن کے، ملن کو تھی بیتاب،
آن کیا آباد، چرواہوں نے صحرا کو۔

لوٹ کے آئے اپنے جو، بسے تھے مجھ سے دور،
ہجر کے دن سب بیت گئے، اب ہوگا ملن ضرور۔

مارو دیس ملیر میں، سکھ سے رہیں سدا،
برسے میرے مارن پر، رحمت کی برکھا۔

مان اُنهن کي ساريان، هو پِي سارن مون،
جي راضي ٿئين ٿُون، ڏي موڪل ماروئڙن ڏي!

مينهن وسندي ياد مون، اَڄُ ماروئڙا آيا،
قيد الماءَ جا ڏينهڙا، سي مون لنگهايا،
موتي اَڇڻ جا ٽِيَم، ڏي سنگهارن سايا،
اُهي مولي ملايا، جي پنهوار پَري ٿيا.

رات وري آيا، ماروئڙا ته مَليرِ ۾،
جو لڏم خوابُ خوشيءَ مون، ڇڻ مولي ملايا،
وري وسايا، پلي پارَ ٿُن جا.

جي ڏوٽي هُيَم ڏور، سي واڻِيءَ گَيَم ويجهڙا،
هُئي جا پورن پُور، سا تا اڄ مون تون لنگهي.

سدا هئن سُکيا، ماروئڙا ته مَليرِ ۾،
شَل نه ڏينهن ڏکيا، اَچن اَجڙين تي!

سدا ہیں خوشحال، مارو دیس ملیر میں،
رہے نہ رنج ملال، آنگن سب آباد رہیں۔

مہرو کرم کی برکھا برسے، سدا رہیں خوشحال،
سدا رہیں وہ سکھ سے سائیں، کوئی نہ ہو جنجال۔

سکھی رہیں وہ دیس ملیر میں، خوش ہو سارا دیس،
مارو جیون یہاں بِتائیں، جائیں نہ وہ پردیس۔

جہاں وہ دیکھیں ریت کے ٹیلے، وہاں بنائیں گھر،
دیس میں اب خوشحال ہیں سارے، نہیں اب خوف وخطر۔

میرے دیس ملیر میں پھر سے، برسے ہے برکھا،
دُھلا دُھلا سا صحرا ہے اور، ہر سو ہے سبزہ،
سن لی تونے مولیٰ، کی تھی عرض جو سچو نے۔

سدا سَرها هونِ، ماوئڙا تہ ملير ۾،
متي پنهوارن پون، مِهَر جا شَل مينهڙا!

مِيان ماروئڙن تي، مهران وسَن مينهن،
شَل نہ ڏکِيا ڏينهن، اَچن اَجڙين تي!

سنگهاري ساڻيهہ، شلَ هُئن سدائين سَرها،
ويَجن نَہ پَرڏيهہ، خوش گذارن اُتَهين!

جاتِي واريءَ ڏنو تاتي اَڏَنِ پکَڙا،
پاڳِين لَٽا پَوَ سدا رهن او سَرها.

وري وَسايو مالِکَ مُلک ملير جو،
سواڳي کَون اُجرو ٿِيو سائو سَوايو،
آکي اَکهايو "سچوءَ" جو سوالُ کيو.

اپنے میکے والوں بن کب، بیتے ہے اک پل،
ان کے پاس تھی کل، میں تو دیس ملیر میں۔

اپنے ماروؤں کی خاطر، میں ہوں یہاں اداس،
کیا ہجر میں حال ہوا ہے، پہنچا ان کے پاس،
تیرا خوف ہراس، ان میں ہے اب تک۔

تیرے شربت کو کیا سمجھیں، میرے میکے والے،
سر پر اون کی شالیں جن کے، رنگ ہیں سبز اور کالے،
عمر! خدارا ان کے دل سے، سارا خوف مٹادے،
اور کوئی جائیداد نہیں بس شالیں، اور دوشالے،
ان سے مجھے ملادے، اے عمر! تو اللہ کارن۔

ان سے ملونگی جاکر میں، جب برسے گی برسات،
شال یہ دیس ملیر کی بس، میں لے جاؤنگی ساتھ،
دکھوں کی یہ سوغات، میں لے جاؤنگی سنگ۔

پلڪ نہ ٽيان پاسي، شل عمر اَباڻن ڪوڻ!
گڏُ گڏين ها سي، سين سان سي سومرا.

جهانگيڙن لئہ جيءُ، هِت عمر آهہ اُباڻڪو،
نئِي گڏائج آن سان، حال منهنجو تا هيءُ،
سانگيڙن ۾ سيءُ، آهہ اَجا توڙِي تانهنجو.

جهانگي جهڙ_پِياڪ، ناهِن شَربت هيروان،
ڳاڙهيون ڪاريون لوئيون، پهَرڻُ تَن پوشاڪَ،
لاهج لوئيڙن تان، الله لڳِ اولاڪَ،
جو رکن هَڏنهن ڪانڪا، عُمر بِي اِملاڪ،
ڪارڻ پرورَ پاڪَ مون کي ميڙيين مارئين!

مينهن وسندي مان، ويڙهيچن ويندياس،
لوئي ساڳين لوءِ جي، نال ونِي نيندياس،
وڃي ٿر ٽيندياس، ڏکَ سُک پائي سومرا.

برکھا رت میں میں نے دیکھے، انکے وہ گھربار،
سرخ و سفید اُون کی شالیں، ان کا ہیں سنگھار،
سب سے ہٹ کر گوشے میں ہی، جیون دیں وہ گذار
میری راہیں دیکھ رہے ہیں، وہ چرواہے یار،
دیتی ہیں اب مار، مجھ کو ان کی باتیں۔

مينهن وسندي مون ڏنا، هي پکا پنهوارن،
ڳاڙهيون آڇيون لوئيون، ڪيا سَهج سنگهارن،
منهنجي اڇ سنديون، ٿا واتان نهارن،
سانگيڙا ساڻيهه ۾، پيا نِت نِت سَنيارن،
هي ڳالهيون ٿيون ڳارن، مون کي ماروئڙن جون.

دیس میں آ تو ساجن، ترسیں روئیں نینن۔
آؤ سلامت واپس پیارے!

آنکھوں سے یوں اشک رواں ہیں، جیسے برسے ساون،
پل پل نیناں روتے ہیں اب، پردیسی کے کارن،
دیس پہ بجلی چمک رہی ہے، گرجیں بادل گھن گھن،
وصل کے بادل گھر کر آئیں، دیس پہ برسن کارن،
مولا درد کے درماں کو ہے، لایا میرے آنگن،
اس ساجن کی پریت رچی ہے، سچو کے تن من۔

وري آءُ وطن، منهنجا ساريون نيڻَ سِگَن،
موت سلامت سپرين!

اکڙيون اوهيرا ڪري، واٽ ڏسيو وڃلَن،
پِرينَ پرديسن لاءِ، جهوريءَ نيٺ جهڃن،
عمر اَباڻي پارَ ڏي، وڃون ٿيون چمگَن،
ميڙائي جا مينهڙا، وبجهو شال وَسَن.
الله آندامون پريَن، دارون دردمندن.
"سچل" سِڪ سبيل ٿِي، پارئون جا پِريَن.

دل نہ یوں تُو لگا، پہلے ہی سمجھایا تھا!
زورآور ہے ساجن تیرا، کیسی آہ و بکا،
لب پر مہر ہو خاموشی کی، حرف نہ لب پر لا،
مہر تو ایسی کر مل جائے، جو ہے بچھڑ گیا،
سچو اس ساجن کی خاطر، اب تو کاگ اُڑا،
ان کو بھی تو یاد ہے جن کی، خاطر تڑپ رہا۔

مون تا چيو تو اڳهين، نہ تون دل قاساءِ!
آهون دانون چوڪرين، سَپَر سيٹ سنداءِ.
ڪُڇ ڪنهين سان ڪينڪي، ٻولي ٻي نہ ٻڌاءِ.
وڃڙيا گڏُ گڏي پِرين، ڪو والي ورق وراءِ.
"سچو" سُپرينءَ لاءِ، ڪوڙين ڪانگ اُڏاءِ.
تو پئي ساريوجن کي، تن پِي سِڪَ سنڌياءِ.

کب ہوں ان سے دور، ہے قرب سدا کا سکھیو!
اک پل کو بھی دور نہیں ہیں، مجھ سے آپ حضور۔
الانسان سری وانا سرہ، دوست کا یہ دستور،
یہ سب میرے مارووں کا، میاں ہے مذکور،
سچو، جاتو بات وہ ہے جو، سب سے ہی مستور۔

ڏوٽن کؤن نہ ڏور آهيان جيڏيون آءٌ اوڏي ان کي! سائين الا.
ناهيان باهر تن کؤن، ميان، هڪڙوئي دم دور.
"الانِسانُ سِري وَاَناَ سِرهُ"، دوسن جو دستور.
هِي مڙيو ئِي آهي تا، ميان، مارنِ جو مذکور.
"سچو" سا پُڇ ڳالهڙي ميان، مارن جي مَستور.

روؤں زارو قطار، ملیں وہ مارو مجھ سے!
کس سے کروں شکایت وہ ہیں، مجھ سے دور پنہوار،
ان سے میری جان اٹکی ہے وہ چرواہے سنگھار،
ریوڑ ہانک کے لے آئینگے، دیس میں آخرکار،
ہجر کا غم ہے ، پل بھی جینا، بِن ان کے دشوار،
دیس ملیر میں پہنچاوے اے عمر! تو بس اکبار،
رات ہوچاہے دن سچو کو، یاد ستائے یار۔

روئان زارو زار، يار، مانَ مارُن کي ملان آءُ!
ڏيان ڏوراپا ڪن کي، پري ٿِيَم پنهوارَ" يار.
وڻِي ويڑا پاڻ سان، منهنجو ساهُ سَٽگهار، يارَ.
ڪندا مُهڙ ملير ڏي، رڻ ڇڏي ريڍار، يار.
سُو دم گونڊر گذري، جو دم اُن ريءَ ڏارَ يار.
پيڪن مُون پهچائيين، سومرا سردار، يار.
راتو ڏينهان اوڏيهن، "سچوءَ" ساهَ سنيار، يار.

مومل رانو

اپنے رنگ میں رنگ، اے رانا، کاک کناروں کو!
آن کے یار اُتار دے، دل کا سارا زنگ،
رکھ ناموس و ننگ، مت دلوا تو طعنے۔

اپنا رنگ چڑھا، پھر سے کاک کناروں کو،
کبھی تو اللہ کارن رانا، میرے آنگن آ،
بیکل ہے جیئرا، میں کاگ اڑاؤں کاک کے۔

رانا اپنی مومل کو تو، طعنے مت دلوانا،
چھوڑ دے اپنی عزت کو جو، مرد کہاں وہ رانا!

زن زمین کی خاطر مرد تو، دے دیتا ہے سر،
تو نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے، رانا! داغ لگاکر۔

آءُ راڻا ڏي رَنگُ، موتِي ڪاڪ ڪنڊن کي،
لاهِج لڳِ خداءِ جي، ذرو پُرزو زنگُ،
نامیان پارج ننگُ، مهڻي هاب مَتان ڪرين!

آءُ راڻا رنگُ لاءِ، موتي ڪاڪ ڪنڊن کي،
نامیان نانءِ، خداءِ جي، پير وري هِت پاءِ،
سوڌا سنديئي ساءِ، آءُ وينو ڪانگ اُڏايان.

مومل مِهڻي هابُ، راڻا ڪر نہ راءَ تون!
جوئِن کي جوابُ، مِرد نہ ڏين مينڊرا.

هِڪَ جوءَ ٻي جوءِ، مرد نہ چڏن مينڊرا،
تو پُٺ رين پوءِ، ڪوهُ لڃايو ڪاڪ کي!

زن زمین کی خاطر مرد تو، دے دیتے ہیں جان،
مرجاتے ہیں عزت پر، ایسے بھی انسان۔

آ رانا، رکھ عزت، توہی اس دکھیا کی،
اے میرے سرتاج ہوں کرتی، تیری کیا کیا منت،
تیرا نازِ محبت، بن گیا میرا طعنہ۔

تیرے ہجر کی ماری، میں ہوں سوڈھل سائیں!
طعنے مت دلوانا مجھ کو، کاک نہ کرنا کالی،
توہی کر ستاری، ڈھانپ دے میرے عیبوں کو۔

آن کے سب کو سچ بتلاؤ، ختم ہو یہ بدنامی،
ختم ہوں جھگڑے، آگ بجھے جو تونے دل میں لگائی،
رانا، کاک کے والی، لوٹ کے آ تو اللہ کارن۔

ہجر کی ماری دکھیا کو ہے، تجھ سے ملن کی پیاس،
لب پر تیری باتیں ہیں اور، من میں آس ہی آس،
ساجن کر نہ نراس، کالک دھو دے کاک کی۔

هِڪَ جُوءِ ٻي جوءِ، ڇڏن ڪين جوانَ،
اُهي ٻي انسانَ، جي ننگن تي نِثار ٿيا.

آءُ راڻا رکُ رازُ مون هِن نماڻيءَ سان،
توکي ڪريان ڪيترو نامياں نَر نِيازُ
جو ٿي ڪيڙَمِ نازُ تنهن مِهڻي هابُ ڪري ڇڏيو.

ميان آءٌ ماري، ڏاڍي ڏنوَ ڏهاڳَ جي،
مِهڻي هاب مَتان ڪرين، تہ ڪاڪِ نہ ٿئي ڪاري،
ڪر سويلَ سَتاري، ڏوهَن ڏي نہ ڏِسيج تون!

آءُ سويا ڪر سَجُ، لاهي مُون تؤن هِي ميهڻو،
جهيڙوجهيگڙو نِڪري، مون مَنَ اَندران مَچُ،
الله ڪارڻِ اَچُ، ماڳَ وسائِج ميندڙا!

تجھ بِن ڈھٹ میں رہ کر رانا، بنی ہوں میں بیراگن،
تیرے ہجر میں روتے ہیں یہ، میرے دکھیا نینن،
چاک گریباں بھرتی ہے اب، تیرے ہجر میں برھن،
اب بھی تیری دلہن، کہتی ہیں سب سکھیاں!

جوگی پوچھتے کاک محل کا، پہنچے تھے اس جا،
جہاں پہ تو اور میں کا سائیں! کوئی نشان نہ تھا۔

سب نے پوچھا کاک محل کا، صبح چلے بیراگی،
لڈانو سے دور کہیں وہ، پہنچے دیر نہ کی،
وہ منزل دیکھی، جہاں پہ "تو" اور "میں" نہیں ہے۔

لڈانو کو روند چلے اور، چھوڑا کاک محل،
جہاں پہ مومل تھی، نہ رانا، پہنچے واں سائل،
وہاں یہ مسجد مندر کچھ بھی، کب تھا بیچ میں حائل،
پاگئے وہ منزل، جہاں پہ تو اور میں نہیں ہے۔

ڈولیا تو لئے ڈَتَ ۾ آءُ وتان ويڳاٽي،
راتيو ڏينهان اوتيان، پنبِٽيُن مان پاٽي،
لٽا مون ليڙون ٽيا، هيءَ هيءَ پوتي پُراٽِي،
تہ بہ راٽي جي راٽِي، سرتيون سَڏن ساڻيهَہ ۾!

ڪاڪِ پُڇندا ڪاپڙي، ويا آڏو بَنڌ،
وڃي رسيا اَنَ هنڌ، جت "مون تون" آهي ڪانڪا.

ڪاڪ پُڇندا ڪاپڙي، وڏيءَ ويلَ وِيا،
لڌاٽو لنگهي ڪري، ڪنهن پرئين پنڌ پيا،
اُتي ٽاڪِ ٽيا، جتي "مُون ٽُون" هڏنهن ناهِ ڪا.

لَنگهِيا لُڌاٽو آئون ڪاڪِ ڇڏيائون پوءِ تي،
تاتي وڃي رَسيا، جاتي مومَل نہ راٽو،
نَڪا مَسجد تَڪيو اُت نَڪو ٽِڪاٽو،
تاتي ٽِيُن ٽاٽو جِتي "مُون ٽُون" ناهِ ڪا.

کاک، لڈانہ، روند گئے ہیں، وہ لاہوتی لال،
رُکے کہاں، تھا دوجے پار کا، پل پل انہیں خیال،
حد سے وہ لاحد جا پہنچے ان کا تھا یہ حال،
پاگئے وہ تو وصال، خود سے تھے بیگانے۔

نہ ہی کاک کی اور گئے اور نہ ہی گئے لڈانہ،
نہ ہی ڈھٹ کو آئے جہاں پر، رنگ گیا تھا رانا،
پھر جب وہ نابود ہوئے تو، بود کو تب تھا مانا،
پایا تب وہ ٹھکانا، جہاں پہ تو اور میں نہیں ہے۔

چلے تھے موہل پانے کو، سب جوگی کلدار،
کیا کچھ ان کی راہ میں آیا، آتش، دود، غبار،
جلے تو کچھ اس آتش میں اور، پہنچے کچھ اس پار،
کچھ تو بھٹکے کاک محل میں، کچھ نے کیا بچار،
چھوڑ گئے کچھ کاک محل کو، پریت سکی نہ مار،
نہ صورت نہ صدا تھی کوئی، تار نہ ہی جھنکار،
نہ ہی دیکھنے والا کوئی، نہ خود کا اقرار،
نہ صورت نہ چہرہ کوئی، نہ ہی لب رخسار،
رہا نہ شور، شمار، ہر سو حق ہی حق تھا۔

ڪاڪ لُڏاڻو لنگهيا، اَڄ لاهوتي لال،
اوري هَڏ نہ اَٽڪيا، ٽِيا پِرئين خيالَ،
حدون ٻَڌي هليا، جن کي حدَ ٻَڌائِي حالَ،
تن سُرت نہ ڪا سنيال، وڃي ويجها ٿيا وصالَ کي.

ڪاڪِ نہ وِيا ڪاپڙي، نَڪِي لُڏاڻي،
نَڪِي ڏريا ڏَڻ تي، جِتي رنگ رکيو راڻي،
اُهي مِڙئِي نابود ٿيا، ٽَڻ سامِن ساماڻي،
ٽاکر ٿيا ٽاڻي، جاتي "مون ٿُون" ناه ڪا.

مومَلَ ماڙَڻ هليا، ڪاپڙي گل دارَ،
وچ ۾ آتش دودَ جا، آيَن بهُت بُخارَ،
کي سَڙيا تنهن سوزان ۾، کي نَر ڇَليا نِروارَ،
ماڙي ڏسي ٻَنيلِيا، خود کؤن خبردارَ،
کي ويا ماڙيءَ کؤن نکري، پرت نہ جتِ پَچارَ،
نَکا صورتَ اُتهين، نکا تارَ تنوارَ،
نکو ڏسڻ وار هو، نکا سُرت سنيارَ،
تَن تي چڑهِي آئيا، بيخُودِيءَ جا بارَ،
کين ڏَناپم لاٿهين، روءِ نکا رُخسارَ،
"الآن گما گنَ" تحقيقاً تکرارَ،
لٿا شورَ شُمار، هَمه تا حَقُ ٿيو.

کروں نہ میلی شال، جو اوڑھ یہاں میں آئی!
دیس ملیر سے قاصد آئے، ختم ہو رنج ملال،
کہو قاصد سے جا کہنا، میرا سارا حال،
جلتی آگ میں جھونک دوں سکھیو! ریشم کی یہ شال،
کہاں ہوا ہے اور کسی کا، میرا جو ہے حال،
آئیگا امداد کو میری، سچو وہ ننگپال۔

لڇان نہ لوئِي، وو. عمر آنديم جا اوڏانهن!
جي تا ملڪَ مليہ ڏنهن، قاصِد آچي ڪوئِي، وو.
سارو سنگهارَن ڏي، حال منجهان روئِي وو.
وجهان برنديءَ باهہ ۾، شالون پٽ سيوئي، وو.
اهڙي اڳي ڪنهن نہ ڪئي، جهڙي ڪيڙي توئي، وو.
مون سان مدد ني ڪندو "سچو" صاحب سوئي، وو.

کرتے تھے تیاری، پاس تیرے وہ آئینگے۔

رکھ تو اُن کی آس، گر ہے پریت کی ماری۔
سنگ تجھے لے جائینگے۔

تیرے آنگن آکر تیری، کرینگے وہ دلداری۔
تیری آس بندھائینگے۔

یار کو کب یہ بھاتے ہیں، زور اور زیادہ زاری،
تجھ کو چھوڑ نہ جائینگے۔

ہے بس حبیب کے بس میں، بات سچو کی ساری
مہر وہ پھر فرمائینگے۔

تـــوڏي هُـــيَـــڻ كـــا تـــيـــاري،
اِجهـي اَجُ سـي اِينـدئِـي، مـيـان!
ركـــج وڏو آســرو جـــي تـــون مـــحـــبـــت مـــاري،
اُهـي نـال تـــ نـيـنـدئِـي، مـيـان.
اَچِـي اَگـڻ تـانـهـنـجـي، ڏيـنـدئِـي سـي دلـداري،
سَـنـوان طـالِـع ٿـيـنـدئِـي، مـيـان.
وڻ گـــهـــٽـــي يـــارَ كـــي، زور نـــ زيـــاده زاري،
وري پـوءِ نـــ ويـنـدئِـي، مـيـان.
آهي هَتِ حبيب جي، ڳالهـ "سچوءَ" جِـي ساري،
ڏاڍا ڏاڻ سـي ڏيـنـدئِـي، مـيـان.

میرا ہے دمساز، میرا یار وہ ساجن۔
سکھیو! اس ساجن کو تم، مت دکھلانا ناز۔
ہاتھ جوڑ اور پگ پگ چل کے، کرو تم عرض نیاز،
اس کے حسن و ناز کا غم ہے یار غماز،
گر ہے یار رجھانا سچو، کر تو عرض و نیاز۔

راڻي سندو رازُ مون سان ڪيڏو ئي آهي!
ڪاڪيون آڏو ڪانڌ جي، نٽو وڻي ناز،
بانهان بانهِن جان ٻڌي، ڪرڻ نِت نيازُ،
هي هي آهي حُسن جو، ماريُون، غَمُ غَمازُ،
"سچو" پِرِيائِڙُ پِرينءَ جو آهي ساڻ ايلازُ.

تن من میں ہے چاہ، روٹھ کے تونے مار دیا ہے۔
تڑپ رہی ہوں کاک کنارے، لائے تجھے اللہ۔
صد افسوس کہ اس دکھیا کی، تجھے نہیں پرواہ۔
ہر پل آس ملن کی ہے اور، دل میں تیری چاہ۔
تیری مہر کا انت نہیں ہے، بخت میرا ہے سیاہ۔
سچو، میں اس یار پہ واروں، اپنی جان لِلّٰلہ۔

منهنجو سوڍلَ سارئِي ساه،

وو راڻا رُسامَن سان ماريئِي!

وينـي گـڙهـان ڪـاڪِ تـي، آئـيـنـدوءِ الله.

هِـن مُـئِـيءَ جـو مـيـنـڊرا، تـوڪـي ڪـيـهـو پَـرواهُ.

سـنـدو اڇـڻ تـانـهـنـجـي، روز نـهـاريـان راهُ.

مِهر مَٽو تو ناهِ ڪو جيڪُس منهنجو بَخت سياهُ.

ڪـوڏئون قـربـانـي ڪـري، "سچـو" سـاهُـ پَسـاهُـ.

پُورب

ایسے بھی ہیں بیراگی جو، گنگا چھوڑ کے جائیں،
سدا سفر میں جیون گذرے، جگ سے دل نہ لگائیں
"مشر" وہ کہلائیں، ایسے سارے تیاگی۔

جوہیں جوگی بیراگی ہے ان کی دھیان میں گنگا،
تیغ سے سر کٹوانے کا ہے، ان کے سر میں سودا،
ناتھ سے جنکا ناتہ، وہ سر سجاکر آئیں۔

کیا کیا جوگی جگ میں دیکھے، چند ہیں بس بیراگی،
وہ تو بستی میں بستے ہیں، انہوں نے دنیا تیاگی،
بری ہے حالت میری، ان کے ہجر میں سکھیو!

ملا نہ کوئی بیراگی تھے، سنے بہت سے نام،
ان کی گیان کی باتیں سچل، دل میں رہیں مدام،
جگ سے نہیں ہے کام، ناتہ ان کا ناتھ سے ہے۔

گنگا کانءُ گُذر، آهي گنين کاپڑين جو،
ڪڏهن لوڪ نہ لڙيا، سدا تن سفرُ،
آهي نامَ مشَرُ، انهن آڏوتين جو.

جوڳي آهن جي، گوش گنگا ڏي تن جو،
آهِن ڪوڏيا ڪتَ جا، پُٹ ڪاپڑي ڪي،
سِرُ سنباهِن سي، جنين ناتو ناتَ سان.

جوڳي جال ڏنامِ، پر ڪوڪو لَيي ڪاپڑي،
هي وبهي وستِن ۾ ويا، هو نہ لوڪ لڙيام،
تنين ڪاڻَ ٽيامَ، هَي هَي هِهڙا حالڙا.

جوڳي جالَ بُجهن، پر ڪو نہ لهان ڪو ڪاپڑي،
تن ڳُٹن پَرين جيون ڳالهڙيون، ٽيون "سچل" ساهَ سُجهَهن،
لوڪِ نہ ٻئي لُجهِن، بِگَر نالي ناتَ جي.

جوگی بہت ہیں بیراگی کا، مگر عجب ہے حال،
جوگی پل پل منکا پھیریں، ان کو اور خیال،
یہ لاہوتی لال، قسمت سے ملتے ہیں۔

چھوڑ کے پیچھے پورب کو وہ، چلے ہیں سارے آگے،
منزل سے وہ بھٹک نہ پائے، جو تھے پریت کے مارے،
خون کے آنسوں روتے، میں تکتی ان کی راہ ہوں۔

سارے جگ سے پیار کریں کب، کسی سے ان کی جنگ،
یہ وہ لوگ ہیں اے میا! جو دنیا سے ہیں تنگ،
چڑھا ہے ایسا رنگ، جگمگ مکھ مشعل ہے انکا۔

کرتے ہیں یہ بیراگی کب، پورب اور سفر،
جہاں لگا ہو میلہ واں سے گذریں وہ چھپ کر،
سر کے سوداگر، کریں نہ دوجا سودا سائیں!

جوڳي آهِن جالَ، پر لاهوتِي لنگهي ويا،
هي مِڙ مِڙ گَنِ مٽِين سين، هو ڪڙا متي خيالَ،
سي لانگوٽيا لالَ ڀينرَ پاڳِ ملن مُون.

پُورب چڏي پوءِ، آڏوتِي آڳي ٽيا،
ويا اُڪنديا آڳِنان، نہ ڪنهن لڙيا لوءِ،
رِجائي رَتُ روءِ، ويني واڙيَن تي.

جوڳي آه نہ جنگِ، هِن سُلوڪي سيَ سان،
جيجان هُن جهان ۾، هِن ڀُريلا تَنگِ،
ڪنهن جي رتا رنگِ، ماڙِڪ مُنهن مشعلان.

پُورب پنڌُ نہ آهہ، ڪڏهن ڪاپڙين ڪي،
جِت ماڙهن ميڙاڪو ٿئي، سا جُوني جوڳِن جاءِ،
سامِي سِرَ سَواءِ، سودو ڪن نہ ڪو ٻيو.

پورب اور نہ جائیں جوگی، پورب سے کیا کام،
سر تلوار کے نیچے رکھ کر، پاتے ہیں آرام،
پایا ہے وہ مقام، جہاں پہنچ کر لال ہوئے ہیں۔

قدم رکھا تھا پورب میں اور، نظر تھی پورب پار،
بن انکے اور کون ہے ایسا، جائے وہاں جو یار،
گردن پر تلوار، وہ بات نہ دوجی جانیں۔

پورب اور نہ جائیں، کبھی بھی یہ بیراگی،
انکو تو بس شوق یہی ہے، گردن آن کٹائیں،
سچل مقتل میں بیراگی، بڑی ہی شان سے جائیں،
سجا کر سر لے آئیں، اور آن رکھیں تلواروں پر۔

پورب کا تھا دھیان، پیر رکھا پورب سے آگے،
بھٹکے دور قریب بیراگی، روندے دشت ویران،
کہتے تھے ہر آن، کہ پا نہ سکے ہم اپنے گرکو۔

پُورب آهـ نـ پنـڈُ، ڪـڏنـهن ڪـاپـڙيَن ڪـي،
سـي ڏيـنـدا ويـراڳـي وڃـي، ڪـاڻَن مـٽـي ڪـنـڈُ،
هـوءِ سـنـدنِ هـنـڈُ، جـو لُـڙ گـڏجـي لَـعـل ٿـيـا.

پُـورب رڪـي پـيـرُ، ڪَـن پُـڃَ پَـراهـيـن پـنـڌ جـي،
بـيـو ڪـو وڃـي انـهِـيـن، ڪـاپـڙيـن ريءَ ڪـيـرُ،
جنهن ڪي قِـڳَلُ نـ قـيـرُ، ڪنڈُ ڏيندو سو ڪات تي.

پُـورب پـنـڌ نـ ڪـن، ڪـنـهـن وبـلـي ڪـاپـڙي،
ڪـوڏِ گـپـائـڻ ڪـنـڈَ جـو تـوڙَن آهـي تَـن،
"سـچـل" سـدا سـامـهـون، اَڏي آڏوتـن،
سـي وڃـي ڪـاتِ ڏيـنِ، گـردنـون ڪـنـيـو غـار ۾.

پُـورب پـچـيـائـون، پَـر پـيـرُ رڪِـيـائـون پَـرنـان،
اوريـان پَـريـان پـنـڌڑا، سـي لَـس لـنـگـهـايـائـون،
اِئـيـن اتـيـائـون تـ گُـر اَسـيـن نـ گـڏيـا.

پورب کے اس پار، نظر جمی تھی 'نانگوں' کی،
نظر میں رکھیں ناتھ کو وہ، جائیں دوجے پار،
ذرا سے ذوق سے یار، گُر سے گدڑی پوش ملے۔

کل کی بات ہے اس جگہ سے، گذرے تھے لاہوتی،
کیا بتلاؤں تجھے سکھی! کہ، کیسے تھے آدھوتی،
سچل کو تو یاد ہیں ہر دم، بیراگی کھاہوڑی،
پا گئے وصل وہ جوگی، ساجن کا پورب میں۔

یہاں سے گذرے تھے بیراگی، کل کی ہے یہ بات،
میں تو کہہ نہ پائی کہ میں تو، جاؤنگی ان کے ساتھ،
مل جائے وہ باٹ، جہاں سے بیراگی گذرے تھے۔

گئے لاہوتی لال، لوٹ کے سب کا سکھ آرام،
کیا بتلاؤں کہ کیسا جگمگ، مکھ پر نورِ جمال،
جن کا ہے یہ حال، انکے ملن کو تڑپ رہی ہوں۔

پورب کانءُ پري، نانگَنِ نظر آهِ تا،
نِگه وجهن ناڻَ تي، پِريَون، پيرَ پَري،
منَجهءُ ذوقَ ذري، گُر گڏيا وجي گودڙيا.

وبا هَتوَن ويهِي، اَجا کالهه کالهوٽي کاپڙي،
آيل آڏوتِن جي، ڳالهه کريان کيهي،
"سچل" ساري سڪ مان، گاروڙي گيهي،
پُوربَ ۾ پيهي، وجي واصِل ٿيا وِصالَ کي.

هي هي کالهه هِتاءُ، اَجا لاهوتِي لنگهيا،
کونَوجهڻ جو مون ڏنو سامِيڙنِ سَماءُ،
تا کو پوي پِرياءُ، مَن لاهوتِن جو لوءِ مُون.

وبا لاهوتي لالَ، لورا کري لوءِ مؤن،
ڳالهه نه ڳڙهڻ جهڙي، مگر مُنهن مشعال،
هي هي هڙي حال، ساريون سي سڏَ مران.

آدھوتی وہ راہ نہ لیں کہ، جس پر جوگی جائیں،
گنگا اور گرنار کی جانب، جوگی سنکھ بجائیں،
آدھوتی اپنائیں، اس سے آگے کی منزل کو۔

ابھی بھی باقی ہیں بیراگی، میں دیکھے کل،
روتی ہوں پل پل، کہ کیوں نہ انکے سنگ گئی میں۔

کروں میں سر قربان، لاکھوں بار بیراگی پر،
اب تو سراپا حیرت ہوں وہ، کرگئے یوں حیران،
ان پر جاں قربان، جو ہوئے تھے میرے مہماں۔

جو پنڈُ جوڳيڙن جو، سو آڏوتِن اَجاءِ،
گنگا ءِ گرنار ڏي، جوڳن پنڈُ جُڳاءِ،
پنڈُ انهن کوئن پَرنان، آڏوتين کي آءِ،
تان تان تِين نہ جاءِ، جان جان ريجهن نہ رامَ سان.

ڪاپڙي مون ڪالهہ ايان ڏنا ڏيهہ ۾،
هَي هَي منهنجي حالَ، جو ساڻُنِ ٿيس نہ سنگي.

ڪوڙين قرباني، آءٌ تا ڪاپڙين توڻ،
ڏيئي ويا جي ڏيل کي، هي هي حيراني،
ماريون مِهمانِي، آءٌ تا سِرُ ڪريندس صدقو.

سو بار، سکھی! قربان، میں تو ایسے سوامی پر۔
دل میں درد کی ہوک اٹھے ہے، ہر پل اور ہر آن،
گنگا پر ہیں ڈیرے ڈالے، جوگی وہ گنوان،
پورب میں ہیں ان کی باتیں، یہ نانگے ہیں مہان،
اور جگہ کیوں ناتھ کو ڈھونڈے، تو سچو بَن مہمان۔

آءُ ڪوڙين ٿيان قُربان، جوڳيڙن جي جات ٿَوَن!
ڪاڪيون ڪاپڙيَن جو ڏاڍو آهي مون اَرمانُ.
آيل آڏوتيِن جو آهي گنگا ۾ گُذران.
نانگن سَندي ڳالهڙي، هِت پُورب ۾ پَروان.
"سچُو" ناٽ نهارين چوٽو، ٻئي هنڌ ٽي ٿُون مهِمانُ.

مار گیا کل رات، سندر سا وہ سوامی۔
سوامی کی ہی تڑپ طلب ہے، دن ہو چاہے رات،
سکھیو! میں پہچان نہ پائی، کیا تھی اس کی ذات،
درد سہا نہ جائے ایسی، دے گئے وہ سوغات۔
ہر پل اور ہر آن سچو کی، لب پر اُن کی بات۔

ماري ويو ڪالھ رات،

سُنھن پريو سو تا ساميڙُ!

راتو ڏينھان روح ڪي، طَلبَ تَنھن جي تات.

ڪينَ سُجاتم سرتيون، تا ڪھڙي آھي ذاتِ.

سور نہ جھلڻ جھڙو ھاريون ڏي ھيھات.

اَنئي پھر تنھن جي وائِي، "سَچوءَ" ڪي وات.

جُوگ

ایسے بیراگی ہیں جن کا، دھونی میں ہے دھیان،
گرُ میں گم ہیں گدڑی پوش یہ، کریں وہ حاصل گیان،
اصل سے ہے اشنان، انکا گنگا جمنا میں۔

پورب کو کب پیدل جائیں، گرناری گمنام،
تھک کر راہوں میں کرتے ہیں، کب جوگی آرام،
سینے میں سنگرام، سدا ہے سچے سنیاسی کے۔

پورب سمت کے نقش پا سب، مٹاگئے گنوان،
گرناری وہ مہمان، گم ہیں گر کے گیان میں۔

دیکھا گدڑی پوشوں میں بس، کوئی ایک بیراگی،
کیا کیا جوگی راہ میں بھٹکے، "بھوگی" اور "بھاگی"،
بس کوئی ایک تیاگی، لاکھوں میں ہوتا ہے۔

ڏوتيءَ منجهه ڏيانءُ، آهي آڏوتِن جو
گُم ٿِي گُر گُم گودڙيا، ڪن گروڙي گيان،
اصل ڪان اَشنانُ، گنگا جمنا تَن جو.

پُورب پَنڌ نه وڃٽا، گِرناري گُمنام،
ويچاري ٿي وات تي، گَرن ڪين وسرام،
سيني ۾ سَنگرامَ، سچا سَنياسن جي.

پوربَ سندا پيرَ، لاهوتي لَٽي ويا،
گِرناري گُنير، سَچا گُم گُر گيات ۾.

ورلو ويراڳي، گِيانِي ڏَنم گودڙيو،
پُليا ڏَنم پيرَ ۾، پوڳي ۽ ياڳي،
طالبُ تِياڳي، لَکن ۾ ڪو هيڪڙو.

بھانت بھانت کے جوگی میرا، عشق ہے بیراگی سے،
رات بِتاکر چلے سفر کو، جوگی صبح سویرے،
انکی طلب میں تڑپے، یہ دل ہر پل سکھیو!

کیا کیا جوگی پنتھ ہیں جگ میں، جن کا نہیں شمار،
کبھی بھی پورب اور نہ جائیں، کریں وہ کب پرچار،
آٹھوں پہر ہی ان کے دھیان میں، رہنا ہے کرتار،
سچل، یہ سنسار، جوگی کب کا تیاگ چکے ہیں۔

جن کے کانوں میں بالے وہ، چلے گئے اس پار،
میرے من کو مست کیا اور، لادگئے منہار،
ان کا تعلق پیار، مرکر بھی نہ بسریگا۔

لاہوتی نے دین دھرم کی، آج بجھائی دھونی،
سب کچھ آگ میں جھونک دیا کیا پنبہ اور کیا پونی۔

جوڳي ياتون ياتُ، پَر منهنجو آڏوتِن سان،
سَفر ويا ساجهري رهيا رُڳي رات،
طالبَ تنين جي تات، راتيان ڏينهان روح کي.

آهِن اَڪيچار، اَنتر مُک اَڏوتَ،
پورب سي نہ پُريا، نہ ڪِي ڳن پرچارَ،
اَن ئي پهر اَچَ ۾، رهن سي گُم گار،
سَچَل سَنسڪار، سَنسا تِن وڃائيا.

ڪاپڙي ڳن ڦاڙَ آيل اَجُ لنگهي ويا،
مست ڪري ويا مَن کي، مُرلي نسان مٽيارَ،
تَن جوڳيڙن جي جاڙَ مون کان مُئي نہ وسري.

لاتي لاهوتِين، ڏرم جي ڏوڙي،
پَنبہ جي پوڙي، ساڙي سنياسِي هليا.

جوگی زلفوں والا، میں اسکو کب پہچان سکی!
قبا سجائے، عصا اٹھائے، مکھ پر نور اجالا۔
انگ بھبھوت رما کر آیا، بن کر وہ بنجارہ،
اور لباس میں رانجھن آیا، چھوڑ کے تخت ہزارہ،
میں پہچان نہ پائی اس نے، مارا عشق کا نعرہ،
سچو نے پہچانا جب تھا، حال بتایا سارا۔

جو جوڳي زلفن وارو، سو سامِي مون تا ڪين سُجاتو!
ڳل ڪٽي ڪفنِي دست پَهوڙا، مشعل مُنهن مُوچارو.
انگ پيوت بنائي آيو، بيڪ پئِي وڃارو.
پئي لباسَ ڪو رانجهو اِيندو، چڏي تخت هزارو.
سببَ اِنهيءَ ڪُوَن ڪين سُجاتم، ماريو مُئيءَ لئہ وارو.
"سچو" سُجاتو تہ رانجهو آهي، جڏهن حال سَلِيائين سارو.

جو آج میرے گھر آیا، اس جوگی کو پہچان گئی۔
بنجارے کا بھیس بدل کر، کیا کیا ہنر دکھایا،
مرلی کی اک تان سے اس نے، میرے من کو لبھایا،
جوگی والی جٹائیں اس کی، رنگ بھبھوت رمایا،
اس جوگی کے کارن خود کو، عطر میں خوب رچایا،
اپنا بھید جو آپ ہی جانے، سچو کو سمجھایا۔

جـو اڳـڻ پـيـهـي اڄ آيـو

سو سامِي مون تا صحيح سُجاتو!

بيراڳيءَ جو بيڪ ڪري، تنهن ڪيڏو هنر هلايو!

مُرليءَ مست آواز اُنهيءَ جي، منهنجو روح ريجهايو.

عطر عنبير اِنهيءَ جي ڪارڻ، مون تا مُشڪ مَلايو.

پياري هِي سِر پاڻون ڄاڻي، "سچوءَ" کي سمجهايو.

ہیر رانجھا

چھوڑ کے تخت ہزارہ اور سب چھوڑ کے دولت مال،
کر دیا تخت کے مالک کو تھا قسمت نے کنگال۔

کیا ہے تخت کے مالک کو اب، قسمت نے کنگال،
ناداری کا خوف نہیں اور، نہ ہی ہے اور خیال،
عشق میں ہی وہ مست ہوا ہے، دیکھ تو اسکا حال،
پوچھے جھنگ سیال، یاد نہیں اب تخت ہزارہ۔

اپنے دیس میں میری تھی تب، شاہوں والی شان،
سب کچھ چھوڑ کے وہاں سے لایا، درد کا میں سامان،
کیا سے بس میں کیا بن آیا، دکھ کا ہے یہ مقام،
کر گئی ہے حیران، ہیر یہاں پہ مجھ کو۔

چڈي ملڪيت مال، رانجهو رڻُ چڙهي هليو
قسمت ڪيَسُ ڪنگال، نہ تہ حاڪم هو هزار جو.

حاڪم تخت هزارجو، قسمت ڪيو ڪنگال،
مسڪينيءَ جو مردَ ڪي، خطرو نڪو خيال،
محبت مستانو ڪري، هڻو ڪيڙَسِ حال،
پڇي جهنگ سيال، حُب نہ تخت هزار جي.

شاهِي هُيم شان، دلبر پنهنجي ديس ۾،
اُتان آيس اوچتو ڪٽِي سورن جو سامان،
چا منجهارؤن چا ٽِي آيُس، اهو اٿم اَرمان،
حيرت ۾ حيران، مون کي هيِر هِتي ڪيو.

منہ نہ موڑونگا الفت سے، یہاں پہ میں آکر،
سب کی گائیں چراؤنگا میں، کارن اس دلبر۔

نورنگ کو منحوس میں جانوں، کھیڑے سے بیزار،
میرے من میں بسا ہے سکھیو، میرا رانجھن یار۔

پل پل ہیر جٹی کی سائین! رانجھن دیکھے راہ،
مرلی کے ہر سُر میں دیکھو، رچی ہے اسکی چاہ،
یار کا درد اتھاہ، بسا سچل کے دل میں۔

جس کو ڈس لے اس سے پوچھ تو، زہر کا سکھی! اثر،
آن کے دینگے جوگی تجھ کو، زہر کی خاص خبر۔

کالا ناگ پھنکار کے نکلا، اپنا پھن پھیلاکر،
ڈر تو اُس جوگی سے ناگ! جسے نہیں ہے ڈر۔

مور نہ محبت کان مُڑان، هتي آچي هاڻ،
کاڻ ڪنين جي ڪاڻ، ڳئون چارين‌دس ڳوٺ جون.

نورنگ نندورو، ڪيڙو وڃهان ڪوءَ،
رانجهو منهنجي روحَ، سدا وسي ٿو سرتيون.

هَر هَر وينو هيِر جي، رانجهو ڏسي راهَ،
وينو وڃائي وَنجهُلِي، چاهون تي چناهَ،
سانڊيو وتي ساهَ، "سچل" سُور سڃاڻ جا.

جن کي اَديون اوچتي، ڪاتيو ڪاريهَر،
تَن جي خاص خَبرَ، جاچيو جوڳيڙن کان.

پِرَ مان ٻاهر نڪري، ڪاري ڪنيا گَرَ،
ذَرُ اِنهيءَ جي ذَرَ جهِين ذَرُ نہ ڏيهَ ۾.

بالے ڈالے کانوں میں اور اس نے تج دی خانی،
راوی اور چلا ہے سکھیو! جوگی میرا جانی۔

تج کر چاہ چُناب کی رانجھا، چلا ہے راوی کو،
بین بجاتا، سر بکھراتا، چلا وہاں سے وہ،
پایا سکھ سکھیو! آن کے نورنگ پور میں۔

وہ ہنستا گنوان اک جوگی، میرے دیس میں آیا،
اسکی مرلی نے لاکھوں کو، سکھیو! مست بنایا،
انہوں نے سر کو جھکایا، جن کی کالے نانگ کی خُو تھی،

مالک تخت ہزارے کا تھا، میں تو رانجھن راوَ،
ذرا بھی کوئی خبر رہی نہ، جاگا ایسا چاوَ،
دیئے ہیں کیا کیا گھاوَ، ہیر نے تیر نظر سے۔

ڪُنديلَ ڳَنَن ۾ وجهي، خان ڇڏي خاني،
جوڳيسَرُ جاني، راويءَ طرف رَوِي هليو.

ڇڏي ڇاهُه چناب جو، راويءَ ڏانهن رويو،
مُرليون سُرليون، ونجهَليون وڄائيندو ويو،
ٽانِيڪو ٽيو، سو نانگو نُورنگ پُر ۾.

جوڳي آيو جوءِ ۾، مَڪٽو مَٽدار،
مُرليءَ مستانا ڪيا، جنهن جي لَکَ هزار،
ڪاريهر ڳردار، نِيلا ناڻَ نوائِيا.

رانجهو هُيس راءُ، مالڪ پنهنجي ملڪ جو،
اديون عشق انڈو ڪيو، پَيَرُ مِ ڪِين سماءُ،
گهورن ڳيم گهاءُ، هِتي آچي هيرَ جي.

کب تھا یہاں پہ آنا میرا، لائی یہاں پہ ہیر،
یہ ہی تھا مقدر کہ آؤں، یہ ہی تھی تقدیر،
کرتا کیا تدبیر! قسمت کا یہ کھیل تھا سارا۔

گاؤں کی گائیں چراؤنگا میں، اب تو کسی کے کارن،
اس طرح کے کام سے شاید، مل جائے وہ ساجن۔

کسی کے کارن، یہاں پہ آیا اور بنا ہوں میں چرواھا،
دور ہوں سارے دکھڑے شاید، مل جائے وہ پیارا۔

ہیر کے کان میں آن پڑتی تھی، اک آواز السستی،
اسکے دل کی ہر دھڑکن میں، بسی تھی اک ہستی،
چھائی عجیب سی مستی، اس جوگی کی مرلی سے۔

اَچڑ اوکو مون هُيو هاريون آندم هِير،
پنهنجي لِکِئي پاڻَ کي، پاڻڙ پئي تقدير،
کانه هلي تدبير، قسمت قيدالماءَ سان.

ڳئون چارينس ڳوٺ جون، کاڻ ڪنين جي کاڻ،
اِها روح رهاڻ، مَنَ پِي ميلي محب سان.

کاڪ ڪنين جي کاڻ، ڳليين ٽيس ڳنوارُ،
من مون ملي يارُ، لهَنَ ولا ڏيل جا.

اَلستي آواز کو، منهنجي ڳن پيو،
هرِدي اندر هيِرَ جي، آهي کونه پيو،
مُرليءَ مست کيو، جوڳيڙن جي جيڏيون.

وہ جوگی من بھاتا، اے میّا! مجھے ملا ہے۔
اگلی پچھلی باتوں کا سب، اس نے راز بتایا،
درد کی اک سوغات لیئے وہ، آیا ہے بنجارہ،
اسکے درشن سے چمکا ہے، دل میں ایک ستارہ،
سکھیو! وہ تو سچو کی، آنکھوں کا ہے اُجیارا۔

جو هوم ورونهن وارو. جيجان گڏيم سوتا جوڳيڙو!
آڳينءَ پوئينءَ ڳالهه جو. خيالُ سَليائين سارو.
سُورن جي سوغات سان. آيو اوڏنهُن وڃارو.
پَسڻ سان پيدا ٿيو سيني منجهه ستارو.
آهي "سچوءَ" جو سرتيون. اِهو اکين جو اُجارو.

نور بھرا رُخ پیارے کا، پیارے کا اس نیارے کا۔
میں ان جانی ہیر جٹی وہ، صاحب تخت ہزارے کا۔
سوہنا مجھ کو یوں بھاتا ہے، جیسے پھول ہزارے کا۔
میرے کیا کیا عیب چھپائے، یہ بھی گن اس پیارے کا۔
مستوں کو سر مست کیا اب، کون سچو بیچارے کا۔

نُـور پـر يـا رُخ پـيـاري دا... آلا، پـيـاري دا، دلـداري دا!
مـيـن نـمـاڻـي هـيـر جـڻـي، تُـون صـاحـب تـخـت هـزاري دا.
سُـهـڻـا مـيـنـون اِيـنـويـن پـانـدا، جـيـويـن گُـل هـزاري دا.
وَڏڙي ويـلـي جـو شـاهـ مـلـيـا، ٿـيـا سـبـب سـتـاري دا.
مستان ٽڻون سرمست جو ڪيتوئي... "سچُو" ڪون بيچاري دا.

روحوں کے متعلق

دشت کو یاد کریں جب روجھیں، خون کے اشک بہائیں،
اپنے دشت کی یاد میں پل پل، روئیں نیر بہائیں۔

چلی ہیں روجھیں میدانوں کو، چھوڑ کے دشت اور وادی
سوکھے سوکھے تال ہیں سارے، برکھا نہیں ہے برسی۔

ساون رت کی بارش برسی، بھر گئے سارے تال،
لوٹ کے آئیں وادی میں سب، ختم ہوا جنجال،
عجب ہے ان کا حال، بھولیں کبھی نہ وادی کو۔

وادی میں جب بارش برسی، روجھیں لوٹ کے آئیں،
بھول گئیں سب قحط کے دن جب، خوب گھٹائیں چھائیں،
برکھا نے ملائیں، وادی میں سب بچھڑی روجھیں۔

روجھون رڻُ ياد ڪيون، اپيون رتُ روئن،
هر ڪنهن ويلَ هُئَن، اِهڙن اوراڻن ۾.

روجھون رڻُ ڦٽو ڪري، لاهِ لهِي آيون،
ٿِين تار نہ ترايون، جو مُند نہ اُن مينهڙا.

مُندين مينهُن پيون، ترايون تارِ ٿيون،
وڃُ مٽين ماٽرين، ٿا ڪن تي ٿيون،
وسِري ڪينَ ويون، سو رڻُ ريجاٽنِ جو.

ماڙَ مينهن پيان، روجھان موڻي آئيون،
اَوسَر سندا ڏينهڙا، وسري سيِ ويانِ،
ٿاٽا ڙَ ٿيانِ، ڦٽيون ڦُڙيون گڏيون.

بھٹک رہی ہیں ویرانوں میں، من میں ہے اک آس،
حسرت سے تکتی ہیں ساری، وہ سوئے آکاش،
آنکھوں میں ہیں ساون بدرا، کیسی ہیں وہ نراس،
من میں لیکر آس، چلی وہاں جہاں بوندیں برسیں۔

چھوڑ کے ویرانوں کو لوٹیں، وہ وادی کی اور،
چلی ہیں وادی کو کہ جہاں پر، چھائی گھٹا گھنگھور۔

چلی ہیں روجھیں اس جانب کہ، جہاں ترائی تال،
شبنم بھیگی گھاس چریں وہ، اب تو ہیں خوشحال،
ہوگیا ختم وبال، پیاس بجھی وہ چلیں وادی کو۔

لوٹ کے آئیں وادی کو جب دیکھا وہاں پہ سبزہ،
کیسی مہر کی برکھا برسی، کرم ہوا ہے رب کا،
دیکھ تو کیسی خوش ہیں روجھیں، ہر سو چھایا سبزہ،
تیرے کرم سے مولا، صحرا سبزہ زار ہوا ہے۔

آسرونڊ آهين، روجهون راڻيون رڙ ۾،
اُيِيون پيون اُپَ ڏي، ٿيون وائڙِبون واجهائين،
رڙيون ڪيو رڙَ ۾، ٿيون بُوندون بَرسائين،
تنهن ڪُنڊ ٿيون ڪاهِين، جنهن ڪُنڊَ وسَڙ مينهڙا.

وڻئوُن روجهون آيون، وين اوسرَ ڏينهن،
مُندين اُنن مِينهن، ڪيئون رُخ ريجائِن تي.

روجهون وڻي وات، هليون ترايَن تل تي،
گولاڙن جي گس تان، چَٽن مٿي مات،
لاهي اُڇ اُساڻَ، راهي ٿيون رڙ راهه ڏي.

رڙَ چڙهي روجهون ويون، ڏسي اوسر ۽ اولا،
اُنا مينهن مِهر ڪئي، مولي،
روجهون ريجهيون ڏسي ڪري ريجڪ رسيلا،
واحد وسيلا، پٽَن تي پڏرا ڪيا.

روئیں زار قطار، روجھیں ریگستان میں،
دیکھ کے ان کی حالت لایا، بدرا پھر ستار،
سارنگ لایا ساز دیکھ کے، ان کی حالتِ زار،
چمک چمک کر بجلی نے پھر، دکھلائی چمکار،
بدک گئیں جب سن لی سب نے، بادل کی گجکار،
پھر تو ٹوٹ کے برسی برکھا، برسی ہر ہر بار،
بھر گئے سارے تال جو برسی، بارش موسلا دھار،
رب نے سنی پکار، روجھیں تھیں سب پیاس کی ماری۔

رت میں آئے آنے والے، کہتی ہیں روجھیں،
ہم تو ادنیٰ بدصورت ہیں، پر مالک تیری ہیں۔

وادی کی ہیں رہنے والی، میداں کب ہے بھاتا،
جو بھی باندھے کمر سچو تو، وہ ہے منزل پاتا۔

وہ ہی پہنچیں وادی میں جو، پورا کریں سفر،
راہ میں روجھیں چرتی جائیں، سبزہ ڈگر ڈگر،
پہنچیں ہیں جاکر، روجھیں سچل دیس میں۔

روجھن زارو زار، اُپي رنون رڻ ۾.
رڙيون سُٽي رُلين جون، سعيو ڪيو ستار،
ساري ساز سُرودَ سان، سارنگ لڏينِ سار،
روجھن ساڻ رهاڻ لئہ، ڪِنوڻين ڪئي ڪيڪار،
ٿهي هليون ٽيلن تي، سُٽي گوڙ گجڪار،
وسي وسَ وڏي ڳئي، وسَٽ جِي وسڪار،
تانگهيون تارَئون تار ٽيون، ترايون تلهارَ
سَچي لَڏڙي سارَ سِگهي تن سڪَ وارئين.

مندائتا موتيا، روئي چون روجهُون،
ڪمينيون ڪوجهيون، قادرَ تنهنجيون آهيون.

پانڊوڙيون پهاڙ جون، رڻين ڪوه رهن،
لوچي سي لَهَن، جن "سچو" ٻڌو سندرو.

ماٽرَ مٽاهان پنڌڙا، پانڊوڙيون پُرن،
سانگن مٽي سَرڙا، چريو سي چَرنِ،
وري ٽيُون ورن، "سچل" سي ساڻيهه تي.

وائی

سب کا راج دلارا، توہی ساجن پیارا۔

ہم میں کیا کیا عیب ہیں سائیں، ڈال دے اپنا سایا۔
روئیں نین بچارے۔

اپنے مشتاقوں سے وصل کی، بات تو کر دلدارا!
جی بھر کریں نظارے۔

تیرے ہجر میں روتے ہیں وہ، دے اُن کو آن دلاسہ،
وہ ہیں درد کے مارے۔

روزِ ازل سے کام پڑے ہیں، سچو کا تو سہارا۔
پورے کر وہ سارے۔

وائي

اوهين پنهنجو پاڻ آهيو ننگ بناهڻ وارا!

هيءَ نماڻي عيبَن هاڻي، هٿ مَٽئون مون نہ لاهيو.
نيڻ وهايائين نارا.

عاشق سندوَ آهن اُداسي، چاهہ منهنجون سي چاهيو.
جي وره ڪيا ويچارا.

ميلائي جو مشتاقن سان، ناهہ ڪو سِگهڙو ناهيو.
مَرتا ڪرن نظارا.

اصل لاکون آهن اوهان تي، پاڻ پرين نباهيو.
گم "سچوءَ" جا سارا.

سارنگ

گھر کر کالے بادل آئے، پورب سے اے یار!
گھن گھن گرج رہا ہے بادل، بجلی کی چمکار
پورب میں برکھا برسائی، سندھ پر پڑی پھوار،
جھوم اٹھے سنگھار، مہر ہوئی ہے مولا کی اب۔

مجھ میں ہے تو، اے ساجن، اور تجھ میں ہوں میں،
جوں بادل میں بجلی یوں ہم، اک دوجے میں ہیں۔

مہر ہوئی جب مولیٰ کی تو، ہوگئے خوش سنگھار،
قحط کی حالت ختم ہوئی ہے، بادل کی یلغار،
برکھا رت میں جل تھل سارا، صحرا ہے گلزار،
کرم تیرا ستار، کہ مسکاتا ہے صحرا۔

پورب ندي پار جا، ڪڪر ڪارونيار،
وِڃُن ۾ وَڃٽ سان، چڙهن ٿا چوڏار،
اُيي کي آبيندي، لڏئون سنڌڙيءَ سار،
ساوا ٿيا سنگهار، مولي سنديءَ مِهرَ مان.

مون ۾ آهين تون، تو ۾ آهيان مان،
بجلِي بادل سان، اُهي جيئن سَپرين.

مولي سنديءَ مِهر سان، ساوا ٿيا سنگهار،
ڏَلهي چڏيو ڏُٺ سان، ڏوٽين ڏهار،
ترايون تجل جون، ٽيون تارون تار،
سَو راهين سنوارَ صاحب سئسي ڪئي.

کرم کے بادل برسا سائیں، مانگے کرم یہ سائل،
دے سہارا جھگی کو ہے، اسکا بچنا مشکل،
میں ہوں سُست اور کاہل، اپنا کرم تو فرما سائیں!

رات کو ٹوٹ کے برکھا برسی، صحرا ہے جل تھل،
یوں چلتی ہے ہوا کہ جیسے، ہوگئی ہو پاگل،
ویرانوں میں پھول کھلے ہیں، برسے یوں بادل،
سجا ہے یوں جنگل، جیسے سیج سجی سارنگ کی۔

رات ڈھلی تو ساون رت نے، خوب دکھائے رنگ،
خوش ہیں بابل کے چوپائے، دیکھ تو ان کے ڈھنگ،
قحط سے تھے جو تنگ، ان پر کرم کی برکھا برسی۔

مولا! آج تو برسا دے تو، درد مندی کا دیس،
آن ملیگا برکھا میں جو، ساجن ہے پردیس۔

مِهر سندا مِينهن، شاهه وسائِين شَل،
جهُريَلَ منهنجي جهوپڙي، بنا جهلي جهَل،
ڪاهِلِ تي گهَلَ، ڪندين شالَ ڪريَم تون.

راتاڪو ريهُن سان، رِڙَ ڪيائين ريجَ،
پَٽَن متان پَلٽِيون، هيرِون منَجهان هيجَ،
بَرن ۾ بهارَ ڪئِي، گلزاريءَ جي گيجَ،
"سچَل" سارنگ سيجَ، سونهن ساوڪ وچَ ۾.

سارنگ رنگ ڪيا، پويا ڏيءَ پٽن تي،
پَگَرَ پاباٽن جا، پَلر پِي ڏيا،
ڏيهان ڏرت ويا، مولي سنديءَ مهرَ سان.

والي وسائيج، دردمنديءَ جو ديس،
پرين مون پرديس، اُنِي ايندم اُوڏرا!

اے مالک! تو میرے دیس پہ، پھر سے بارش برسا،
بچھڑا پریتم یاد آیا جب، برسی بوندیں برکھا۔

گرج کے اپنی آمد سے کیا، ہر اک کو آگاہ
مثل "گرڑ" کے گرجے بادل، صحرا پر تھی نگاہ،
ہوا کے سنگ ہے بادل آیا، برسن کی ہے چاہ،
ایسی ٹوٹ کے بارش برسی، نکلی منہ سے واہ،
میداں، ہر اک راہ، سارے سبزہ پوش ہوئے ہیں۔

سارنگ ساری رات، ٹوٹ کے برسا صحرا پر،
ہر پنچھی نے پر سہلائے، ہوگئی جب پربھات،
طرح طرح کے پھول کھلے ہیں، سبزہ، بھیگے پات،
لب پر ہے یہ بات، کہ سارنگ سج کر آیا ہے۔

صبح سویرے گرج گرج کے، برسن آیا بادل،
چلے ہیں ہاری کھیتوں کو کاندھوں پہ ڈال کے ہل۔

والـي وري تـون، وطـن تـي وسَ ڪـريـن،
مـينـهـن وسـنـدي مـون، سـنـڀ سـاريـم سُـپـريـن!

اَڄُ پـڻ پُـورَبَ پـارَ ڏي، ڳـڙ ڳـڪـوريـا،
سـارنـگَ سُـر سُـرائـتـا، سـاجـهُـر سـوريـا،
سُـر مـنـدل ۾ سـارنـگـيـون، چـنـگ چڱـا چـوريـا،
اُيـاُتـي اوريـا، طَـبَـل تـارون تـيـج سـان.

سـارنـگ سـاري رات، رڻ مـٿـي ريـج ڪـيـا،
پـكـن پـرڙا سـوئـيـا، پِـره ڦـٽـيءَ پـريـات،
پـڻَـن تـي پـڌرا ٿـيـا، گُـل ڦُـل پـاتـون پـاتِ،
وائي سيڪنهن وات، "سچل" سارنگ ساڻ جي.

سـارنـگ صـبـح آئـيـو گـوڙيـون ڪـري گـاجَ،
هـاري هَـليـا هـاجَ" ڪُـڙمـيـن هَـر ڪُـلهـي ڪـيـا.

سکھیو! یوں نہ سمجھو کہ اب، رُت ہے بیت چلی،
بڑھ چڑھ کر برسگی یہ تھی تھوڑی دیر تھمی۔

آنکھوں نے بارش برسائی، ہجر میں ساری رات،
تھمی نہ پل بھر نینن سے اور، ہوگئی پھر پربھات
سکھاگئی برسات، رونا ان نینن کو۔

ایک گرج اور دوجی بارش، اور ہے پالا سردی
کُٹیا ہر اک مفلس کی، بارش میں ٹوٹ رہی،
ان کا توہی سہارا جن کا، جگ میں اور نہ کوئی،
رکھ اب امان میں توہی، جن کا کوئی نہیں دنیا میں۔

پہلے تھا طوفان، پھر ٹوٹ کے برسی برکھا،
جن کی کوئی امان نہیں ہے، کٹیا ہے نہ مکان،
ان کو دے تو امان، وہ دکھڑوں کے مارے ہیں۔

پينر نا پانئيو ته بوندن ڪئي آ بيس،
اِجهوڙي آئيو وري ويتر وترو.

اکين آب وهائيو سرتيون ساري رات،
وهائِن وڏ ڦرو پرچن نا پريات،
پينر کان برسات، اکين اوتڻ سکيو.

هڪ وسڻ ٻيو وڃڻُ، ٽيون لهي پيو سِيءُ،
جهوري وڏئين جهوپيون، ڇڻ وڏائين ڇيءُ،
رنُن جو رڻ ۾ واهَ وسيلو ٽيءُ،
حال جنين جو هيءُ، تَنَ پرور رک پناهَ ۾!

اَول آندي آئي، پويان جهُڙ جهَجهو
نڪو اولو آسرو نڪ اوتَ اَجهو
ڏهيلين ڏجهو تَن پرورَ رکُ پناهَ ۾.

ذرا شمال سے اس جانب کو، بجلی کی چمکار،
لسبیلہ پہ بجلی نے پھر، اک دم کی یلغار،
سُرمنڈل مکران میں باجے، بارش موسلا دھار،
گرج کے کیچ پہ بادل آئے، برسے آخرکار،
سندھ پر بادل یار، سچل دیکھ ہیں برسن آئے۔

سندھ کے سبزہ زاروں کی اب، بادل نے لی باٹ،
جھوم جھوم کے بادل آیا، برسی پھر برسات
ساون کی سوغات، پیاس بجھی سنگھاروں کی۔

اُتران اوري ڪئي چمڪٽي چمڪات،
اُتان ڪيائين اوچتي، لس ٻيلي تي لات،
منڊلَ ٽيا مڪرانَ تي، گوڙن جا گڙگات،
گگرن مٿان ڪيچ جي، ڏڙڪي ڪاڏا ڏات،
وري ورتئون واٽ، "سچل" سائي سنڌ جي.

سچل سائِي سنڌ جي، وري ورتائون واٽَ،
جهُڙ ڏڙ جهُلي آئِي، جهٽِڪو ڏيئِي جهاٽَ،
وسِي ٻيا وڏَ ڏڙا، گهيڙ پُسائي گهاٽَ،
لائِي اُڄ اُسات، سارنگ سنگهارنَ جِي.

دیکھن کارن تو ہے ساجن، برسیں مورے نین ۔
پی درشن کو ترس رہے ہیں، برس رہے دن رین،
برکھا رت کے بادل چھائے، ملے نہ من کو چین۔
ساون بھادوں سدا ہی برسیں، مجھ دکھیا کے نین۔
سچل اس ساجن کے کارن، روتے ہیں دن رین۔

پَسڻَ ڪارڻ پِرينءَ جي ڪيا آگَمَ اَکڙيَن!
مِلڻَ لئہ محبوب جي، ٿيون راتو ڏينهن وسَن.
جهُورَ نہ لهي جهُڙَ جي، ٿي ڪڏهين ويڳاٽن،
سدا ساوڻ تَن ڪي، بوندان بس نہ ڪن.
"سچو" سُپرين لئہ ٿيون، جهوريءَ منجهہ جهِڇن.

عشق ہو تُو مہمان، تو برسے ساون برکھا!

چاروں اور پپیہا بولے، رات کو برکھا رم جھم برسے،
ملی فلک کو شان، پیا جب عرش پہ آیا۔

برکھا برسی برہ کی بھاری، آنکھوں سے جل ہر پل جاری،
خوب ہوئی باران، ہے ہر سو جل برسایا۔

کیا کیا پھول کھلے پھلواری، مانی ساون کی سرداری،
ہوئے لاکھ سامان، ہے نینن میں ساون چھایا۔

دیکھ سچل کو یار ملا ہے، دل سے سب دکھ درد دھلا ہے،
شاہوں والی شان، ہے ہر جا حکم چلایا۔

عشق اسان وٽ آءُ، اچي تو تا سانوڻ لايا!

چئنچل چيهل ٽي چوڏاري، مينهن رات ڪئي موچاري،
عزت لڏي آسمان، پِرين اچِي پير گهُمايا.

بوند بِرهَ جي برسي باري، جوش اکِين مون جَر ٽيا جاري،
بيحد ٽيا بارانَ اصل ڪؤن واهَ وهايا.

گُل ڦُل گاهن ڪئِي گلزار، مَڇِيائون سارنگ جي سرداري،
سَهسين ٽيا سامان، اَکين اچِي آگمَ لايا.

يار "سچَلَ" چَئي مُحب مِليا سي، بيشڪ دل جا دردَ لٽا سي،
شاهِي رکيائُون شان، اچي تَن حُڪمَ هَلايا.

مالکوس

جھوم کے ہر اک ڈالی پر، یوں کہتا ہے یہ کاگا
لایا ہوں اس ساجن سے میں، پریت کا ایک سندیسہ،
رات کو ہی ساجن نے مجھ کو، تیری اور تھا بھیجا،
پڑھ کر تو یہ نامہ، اسکا جلد جواب دے۔

آج پریشاں سا لگتا ہے، جانے کیوں یہ کاگا،
اپنے دردِ دل کا وہ ہے، سارا حال سناتا،
سکھیو! تم سب دھیان سے سن لو، جو کاگا ہے کہتا،
شاید وہ ہے لایا، پیغام جو یار نے بھیجا ہے۔

کاگا نے اس یار سجن کی، ایسی بات سنائی،
جس نے دل بیتاب کیا اور، آنکھ میری بھر آئی،
جاگا دردِ جدائی، آگ سی بھڑکی دل میں۔

لوڏيندي لامون، ڏاهو ڏار چڑهيو چوي،
آندو اٿم پاڻ سان، نينهن ۾ريو نامو
تو ڏي ساريو سڃڻان، گيُم راتيان روانو
پڑهِي پروانو، مون کي جلد جواب ڏي!

ڏاهو اَڄُ ڏسو جي ويڑهي ويڳاڻو وتي،
پورن منجهئون پانهنجي، ٿو ڏئي حالَ حِصو
سرتيون سُورَ سُٹِي ڪري، هِنَ خيالؤن ڪين ڪِسو
ڪو قريبَن قِصو تنهن سيکاري موڪليو

وات ڪري وائي، اَڄُ پٽ ڪانگ قريبَ جو
ڪِي سو چيائِين چهُنبَ سان، تنهن لُڇ ڏاڍي لائي،
اَندرَ کي آئِي، جَٽ جَرَ ڇيري سندڙي

روکر کاگا سے کہتی ہے، سن لے تو اے کاگا،
پیروں میں گھنگھرو باندھوں تُو، جن کی چھم چھم چھمکا
یہ سندیس تو لے جا، اور جلدی پہنچا پریتم کو۔

کاگا تیرے پر مہکاؤں، خوب رچاؤں عنبر،
تیری راہیں تکتی ہوں میں، پل پل آہیں بھر کر،
دیر نہ کرنا جلدی آنا، لانا کوئی خبر،
بیٹھ تو ڈالی پر، تو جھوم اٹھے دل میرا۔

لے آیا تھا کل، وہ سندیسہ پریتم کا،
کاگا اب ہر پل، کرے ہے پریت کی باتیں۔

ملاّ نے جب نامہ یار کی، پڑھ لی ایک سطر،
آنکھوں سے تھے اشک رواں، آہیں تھیں لب پر۔

روبو روبو رتُ، ٿي پکيءَ پارانيا ڏئي،
ته پيرين وجهاءِ، گهنگهرو سي چٽڪائيندو وتُ،
ڪيئن وڻي خطُ، سڳهڙو ساٿيڙا وريون!

آءٌ ڪانگل ڪائِين، تا توتي عطر اوتيان،
اَچڻ باجهون تانهنجي، آهيان اباڻڪ آئِين،
ڏاها گهٽا ڏينهڙا، متان تون لائِين،
پير اڳڻ پائِين، ته منهنجو ساهه سڏير ٿئي.

ڪانگل آيم ڪالهه، وڻي سنيها سَجَڻان،
محبت ريءَ مقالَ، ڪانه ڪيائين ڪڏهين.

ڪي جو لِکيائين، سومُلان وڃي واچيو،
هِڪ سِتَ پڙهيائين، ٻيءَ ست سُڏڪن ۾ پيو.

نامہ میرے یار سے آیا، ملّا پڑھ نہ پایا،
سکھ آرام سے رہتا تھا وہ، سکھ کھونا نہ چاہا۔

ملّا نامہ پڑھنے آیا، مسجد سے جب اٹھ کر،
تب اس نے ہر سطر سے پایا، دردِ دل کا گوہر۔

ایک سطر تو پڑھ لی لیکن، دوجی پڑھ نہ پایا،
آنچ سے ہے میں سہہ نہیں پاتا، اس نے یوں فرمایا۔

رقع سے ہی راز، ہم نے تھا سب پایا،
عشق کا عجز و نیاز، طرح طرح سے تھا مرقوم۔

پہلی سطر کے پڑھنے سے ہی، حال ہے عرفان،
آگ لپکتی تھی اس خط سے، ختم تھے وہم گمان۔

جس نے بھی اس نامہءیار کا، بس اِک ورق پڑھا،
درد کے دریا میں پھر یار، وہ تو غرق ہوا۔

ڪي جو مُحب لِکيو سو مُلان واچڻ نہ آئيو.
پَر هُئڙو اڳ سُکيو جنهن مطالع نہ ڪيو.

پُرزو پڙهڻ آئيو اُتيِي ملان مسيت منجهاءُ،
سُورن سندو ساءُ، آيُس سيڪنهن سِتَ مَون.

هڪ سِتَ پڙهيائين، تنهن ٻِي واچڻ نہ ڏئي،
اِئين اُتائِين، تہ هيءَ جَرَ جيري نہ جهليان.

رقعي منجهان رازُ مڙيوئِي معلوم ڏيو،
تنهين منجهہ نيازُ طرحين طرح لِکيو.

پهرينءَ سِت سَماءُ، ڏنو واچِيندڙ ڪي،
اُنهيءَ خطَ منجهاءَ، جيون جيري ڪڍيون.

واچيو جنهن ورقُ، جو پُٺ لکيو سڃڻين،
سو جَٽُ ڏيو غرقُ، دردن جي درياهہ ۾.

جس کو سمجھا یار کا نامہ، وہ تھا شوق کا شعلہ،
جس میں جل کر خاک ہوا تھا، اسکا جسم اور جامہ۔

دل کا درد نہاں، کل بھیجا محبوب کو،
ہوگا سارا عیاں، حالِ دل محبوب پر۔

ساجن نے لکھ بھیجا پھر، میرے خط کے بعد،
تم کو گر ہم یاد ہیں سمجھو، ہمیں بھی تم ہو یاد۔

هُن پانيو نامو، پر شعلو هُئڑو شوقَ جو،
جندُ سارو جامو تنهن جو سپ سڙي پيو.

ڪاغذ لکي ڪالَ، مُڪم جو محبوب ڏي،
ڳالهيون سنديون حالَ، ٿيندیون پڙهڻ مان پڌريو.

حبيبن ڏانهن هِئين، اديون لِکجي آئيو:
تہ "تون مون سان جيئن، آءٌ تيئن تو سان آهيان."

آ رے کاگا بات ساجن کی سنا، کل جو کیا تھا تونے وعدہ وہ نبھا۔

دوست کیسا تھا میرا اس دیس میں، یار میرا تھا بھلا کس بھیس میں
یار کی ایسی ہی کچھ باتیں بتا۔

یار نے پوچھا میرا احوال تھا، کچھ بتایا تونے میرا حال تھا،
کچھ تو کہہ اس نے بھلا کیا تھا کہا۔

مار رکھا ہے مجھے فرقت نے یاں، دکھ دیئے ہیں نت نئے الفت نے یاں
آ میری خاطر خوشی کا گیت گا۔

اس کی خدمت میں تو لے جا یہ پیام، آہ و زاری کر رہی ہوں، صبح شام
جا سچو کی لے کے تو یہ التجا۔

آءُ ڪانگا ڪا پرين جي ڳالھ ڪر.

وعدو ڪيئي ڪالھ سو پر حال ڪر!

ڪيئن ڏٺو تو دوست منهنجو ديس ۾،

خوش ڏٺو هو ئي يار ڪهڙي ويس ۾

سا خبر مون سان وري في الحال ڪر.

ڪي پڇيائون خبر منهنجي حالَ جي،

ڪي ڪيئي آگاه هن احوال جي.

سو مون سان ڏاها اِهو احوال ڪر.

هت فراق آهي ماريو مان بيو ڇا چوان،

سور منهنجي ساهه ڪي نت نت نوان،

آءُ ادا خاطر منهنجي خوشحال ڪر.

دوستن جي منجهه حضور حاصر ٿئين.

زاغ زاريءَ مون نيا پا هي نئين،

لڳ سائينءَ سارو "سچوءُ" جو سوال ڪر.

ہنستا ہے رے ہنستا ہے، رے کر کر باتیں روٹھن لاگے۔
دور سے ہی وہ کر کے اشارے، مقتل اور بلاتا ہے۔
آن لگا ہے تیر جگر میں، کب غمزہ یار کا ٹلتا ہے۔
دردمندوں کا دل وہ دلبر، ہنس ہنس کر لے جاتا ہے۔
سچو سائیں سچ بولے ہے، سچ کو کب جھٹلاتا ہے۔

هسدا، وي ميان، هسدا وي، ڪرڪي ڳالهين، رُسدا وسدا!
جاءِ قتل دي نال اِشارت، دورون ڪڙڪي ڏسدا وي!
سيني آندا تير ماريوني، غمزه مُول نہ ڪُسدا وي!
دردمندان ديان دليان دلبر، ڪِل ڪِل فوراً ڪسدا وي،
"سچُو" سائين سپ سچ هي بولينداِ، سَچ ڪَنُون نَهِين نسدا وي

میرے من میں ڈال گیا ہے، جھولے ریشم کے وہ یار!
آپ ہی جھولے، آپ جھلائے، جھولا جھلائے لاکھوں یار۔
میں نے سجن کو جھولا جھلایا، سب سکھیوں نے کہا سنگھار۔
یار سجن جب جھولا جھلائے، سکھیو تم رہنا ہوشیار۔
پاؤں جمائے جھولے میں رکھنا، چلے نہ خود پر بس اختیار۔
جھوٹوں کو تو جان لے 'سچو'، چھوڑ کے خود داری اے یار!

ميڈڙي دل وچ يار، پٽ ديان پينگھان پايان، ووا
آپي جھوڙي آپ جھوڙاوي، ڏيندا لوڏي لک هزار.
مين تي دلبر جھوڙا ڏڙڙا، ڪيڙا سھيليان سينگار.
جھوڙي آڙي يار سڃڻ دي، هو وڙا خبردار!
پير جھوڙي ڙي مُحڪم ڏرڙا، رهڙا بي اختيار.
ساري جھوڙي "سچُو" سهي ڪر، ڙي آپ ڪنون بيزار!

”سچل سرمست امید میں زندہ رہنے والے شاعر ہیں۔ سندھ کا صوفی شاعر ہجر کی تاریک رات میں رہتے ہوے وصل کی صبح کی امید میں جیتا ہے اور سندھی صوفی شاعروں کو پڑھ کر میں کہا کرتا ہوں کہ صوفی اور انقلابی کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ کل کا فرزند ہوتا ہے اور کل ہی میں جیتا ہے۔ انقلابی اس کل میں جیتا ہے کہ جب دھرتی سے سارے دکھ دھل جائینگے اور دکھی انسانوں کے لبوں پر مسکراہٹوں کی پوپھٹے گی اور صوفی کہتا ہے کہ یہ ہجر تو پل بھر کا ہے پھر تو وصل ہی وصل ہے۔ اگر مجھ سے کچھ خطائیں ہوئیں ہیں تو محبوب انہیں اپنے دامن سے ڈھانپ دیگا اور وہ دلہن جس میں ہزاروں عیب ہیں اور جو اس تذبذب میں سیج پر گھونگھٹ کاڑھ کے بیٹھی ہے کہ جانے اس کا محبوب اسے قبول کرے گا یا نہیں۔“

آغا سلیم

محکمۂ ثقافت حکومتِ سندھ

Digitized by M. H. Panhwar Institute of Sindh Studies, Jamshoro.